اس کتاب میں مساجد کی اہمیت و افادیت، آداب، فضائل، احکام کے علاوہ

ہماری مسجدیں اور ہم ——؟!

امام و موذن
اور مسجد کی انتظامی کمیٹی
کے فرائض و ذمہ داریاں
قرآن و حدیث
کی
روشنی میں

مولانا غیاث احمد رشادی

مکتبۂ سبیل الفلاح 16-2-138/2 اکبر باغ، حیدرآباد

Shamsul
آل آندھرا
15.6.2003

اِس کتاب میں مساجد کی اہمیت و افادیت، آداب، فضائل، احکام کے علاوہ

ہماری مسجدیں اور ہم ——؟!

امام و موذن
اور مسجد کی انتظامی کمیٹی
کے فرائض و ذمہ داریاں
قرآن و حدیث
کی
روشنی میں

مولانا غیاث احمد رشادی

مکتبۂ سبیل الفلاح 16-2-138/2 اکبر باغ، حیدرآباد

جملہ حقوق غیر محفوظ

نام کتاب ہماری مسجدیں اور ہم

نام مصنف غیاث احمد رشادی

ناشر مکتبہ سبیل الفلاح اکبرباغ حیدرآباد

کمپیوٹر کتابت مولانا محمدحبیب الرحمان حسامی وحافظ محمد کرامت

بمعرفت رشادی کمپیوٹر سنٹر

16 - 2 - 138 \ 2 اکبرباغ حیدرآباد

تاریخ اشاعت یوم آخر عشرہء رحمت ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ

تعداد اشاعت ایک ہزار

ملنے کے پتے

ہندوستان پیپر ایمپوریم مچھلی کمان حیدرآباد حسامی بک ڈپو مچھلی کمان حیدرآباد

کمرشیل بک ڈپو چارمینار حیدرآباد القلم بک سیلر سعید آباد حیدرآباد

الاوراق بک ڈپو کرماگوڑہ حیدرآباد ابوبک اسٹال نزد فیض العلوم سعید آباد

مکتبہ فیض ابرار اکبرباغ حیدرآباد نعیم بک ڈپو ایم جی روڈ چکمگلور کرناٹک

مولانا ممتاز علی رشادی امام مسجد قاضی محلہ شیواجی نگر بنگلور

مولانا شکیل احمد رشادی مدرسہ کاشف الھدی مدراس

مولانا جواد احمد خان صاحب دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور

دارالکتاب گن فاونڈری عابڈس حیدرآباد

فہرست مضامین

(۱) پہلی بات (۴)
(۲) پہلی مسجد (۶)
(۳) سب سے زیادہ محبوب (۷)
(۴) اللہ کے خاص مہمان (۹)
(۵) مسجد سے ہمارا تعلق (۱۰)
(۶) رہبانیت کا نعم البدل (۱۲)
(۷) نور کامل کے حقدار (۱۳)
(۸) ایمان کی گواہی (۱۴)
(۹) مسجد کے عوض محل (۱۵)
(۱۰) مسجدیں مضبوط قلعے (۱۶)
(۱۱) مسجدیں جنت کے باغ (۱۸)
(۱۲) مسجدوں سے روحانی قوت (۱۸)
(۱۳) مسجدوں سے اتحاد کی تعلیم (۲۰)
(۱۴) مسجد میں داخل ہوتے وقت (۲۱)
(۱۵) تحیۃ المسجد (۲۲)
(۱۶) مسجد اور ہمارا لباس (۲۳)
(۱۷) مسجد میں جوتے پہن کر نہ جائیں (۲۴)
(۱۸) مسجدوں میں دنیا کی باتیں (۲۵)
(۱۹) مسجدوں میں کیا نہ کریں (۲۵)
(۲۰) بدبودار چیزیں اور مساجد (۲۷)
(۲۱) مسجدوں میں شعر بازی (۳۰)
(۲۲) کیا عورتیں مسجد میں آسکتی ہیں (۳۱)
(۲۳) مسجد کو صاف رکھیں (۳۴)
(۲۴) نیتیں درست رکھیں (۳۵)
(۲۵) مسجد میں جھاڑو دینے کا ثواب (۳۶)
(۲۶) مساجد کے پندرہ آداب (۳۷)
(۲۷) مسجد کی کمیٹی (۳۹)
(۲۸) امام اور امامت (۴۰)
(۲۹) امام ذمہ دار (۴۲)
(۳۰) اذان اور موذن (۴۲)
(۳۱) مسجد سے سے نبی رحمت کا تعلق (۴۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلی بات

یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان اپنی مسجدوں سے قلبی لگاو اور تعلق رکھتے ہیں اور مسجدوں کو عزت اور احترام کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں ان کے یہ جذبات یقیناً قابل قدر اور لائق صد تحسین ہیں' بابری مسجد کی شہادت کے بعد مسلمانوں کے دلوں میں مساجد سے محبت اور تعلق کی ایک ایسی لہر دوڑی کہ جس شدت کے ساتھ مسجدوں کو دوسری شکل دینے کی تابناک اور نا کام کوشش ہوئی اسی قدر تیزی کے ساتھ ہندوستان کے چپے چپے میں مساجد کی تعمیر ہونے لگی اس معاملہ میں ہندوستانی مسلمان یقیناً لائق تعریف ہیں ۔ لیکن ان سب شیریں حقائق کے باوجود اس امت کے ایک بڑے طبقہ کا المیہ یہ ہے کہ وہ مسجدوں کے حقیقی حقوق و آداب ،انکی دینی و شرعی حیثیت اور فضیلت سے بالکل ناواقف ہے جس کی وجہ سے مسجدوں میں جو چین و سکون و قار و سنجیدگی ہونی چاہئے تھی وہ موجود نہیں ہے اور آج جس طرح ہر چیز پر ماحول کا اثر غالب آچکا ہے مساجد بھی اس ماحول سے متاثر ہو چکی ہیں' اور مسلمانوں کی بدحالی کا اثر اب مساجد پر اثر انداز ہو چکا ہے' یہی وجہ ہے کہ وہ مسجدیں جنہیں اتحاد و اتفاق کا مرکز بنانا چاہیے تھا آج انہی مساجد کو لوگ اختلاف و افتراق اور انتشار و خلفشار کا مرکز بنا چکے ہیں' مسجدیں جنہیں امن و سلامتی کا گہوارہ ہونا چاہئے تھا آج ان مساجد میں فساد و بگاڑ کی باتیں ہونے لگی ہیں' مسجدیں جہاں اللہ کے احکامات کو پیش نظر رکھنا چاہئے تھا آج وہاں کسی فرد' خاندان' تنظیم' سوسائٹی' ادارہ' فرقہ یا سیاسی پارٹی کے احکامات کو پیش نظر رکھا جارہا ہے' مسجدیں جہاں علم و حکمت کی باتیں ہونی چاہئے تھیں آج وہاں جہالت و ضلالت کی باتیں بیباکانہ انداز میں ہونے لگی

ہیں' مسجدیں جہاں روحانی قوت پیدا کرنی چاہئے تھی وہاں اب صرف مادی طاقتوں کی باتیں ہو رہی ہیں' مسجدیں جہاں خاموش اور اطمینان کا ماحول ہونا چاہئے تھا آج وہاں شور و شغب حتی کہ لڑائی جھگڑے بھی ہونے لگے ہیں' یہ ساری تلخ حقیقتیں جب دل و دماغ میں جمع ہو جاتی ہیں تو عموماً یہی محسوس ہوتا ہے کہ مسلمان مسجد سے تو واقف ہیں مگر مسجد کی فضیلت' حیثیت' اور اسکے آداب و حقوق وغیرہ سے واقف نہیں ہیں اسی لئے یہ ساری تلخ حقیقتیں برداشت کرنی پڑ رہی ہیں' یہ مختصر سی کتاب اسی جذبہ کے ساتھ لکھی جا رہی ہے کہ مسلمان مسجد کی فضیلت و اہمیت' اسکی دینی حیثیت اور اسکے آداب' حقوق و احکام سے بخوبی واقف ہو جائیں اور مسجد میں شریعت کے دائرہ میں اپنے اوقات گزارنے کے وہ عادی ہو جائیں' اللہ تعالیٰ اس کوشش کو میری مغفرت کا اور میرے اساتذہ اور والدین کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنادے ۔ آمین

غیاث احمد رشادی

یکم صفر المظفر ۱۴۲۱

روئے زمین کی پہلی مسجد

ایک مسلمان جیسے ہی مسجد کا تصور ذہن میں لاتا ہے اسکے سامنے روئے زمین کی اس پہلی مسجد کا نقشہ ذہن میں آجاتا ہے جو دنیا کی تمام سچی عبادت گاہوں میں سب سے پہلی عبادت گاہ ہے جس کو لفظ "مبارک" کا خطاب دیا گیا' اور پورے جہاں کے لئے اس کو ہدایت اور رہنمائی کا ذریعہ قرار دیا گیا ۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ(۹۶ آل عمران) یقیناً وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں کے واسطے مقرر کیا گیا وہ مکان ہے جو کہ مکہ میں ہے یعنی خانہء کعبہ جس کی حالت یہ ہے کہ وہ برکت والا ہے اور جہاں بھر کے لوگوں کا رہنما ہے' دنیا کے پہلے انسان حضرت آدمؑ دنیا کے پہلے نبی ہیں اور روایات سے یہ اشارہ بھی ملتا ہیکہ پہلے انسان حضرت آدمؑ نے جو پہلا گھر تعمیر فرمایا وہ یہی اللہ کا گھر ہے جس کو بیت اللہ کہتے ہیں بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدمؑ وحواؑ کے دنیا میں آنے کے بعد اللہ تعالی نے جبرئیل امینؑ کے ذریعہ ان کو یہ حکم بھی دیا کے وہ بیت اللہ بنائیں ان حضرات نے حکم کی تعمیل کرلی تو ان کو حکم دیا گیا کہ اس کا طواف کریں اور ان سے کہا گیا کہ آپ اَوَّلُ النَّاسُ یعنی سب سے پہلے انسان ہیں اور یہ گھر اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسُ ہے یعنی سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا ہے اس کا معمار سب سے پہلا انسان ہے یہ تاریخی حقیقت اس حقیقت کا اظہار اور اعتراف کرتی ہے کہ جب سے انسان کا وجود ہے اللہ کے اس گھر کا بھی وجود ہے جس کی شاخیں آج دنیا کے چپے چپے میں موجود ہیں جن کو لفظ مسجد سے جانا پہچانا جاتا ہے' مسجدیں چاہے محل کی شکل میں ہوں یا جھونپڑی کی شکل میں ان کا رخ اسی کعبۃ اللہ کی طرف ہوتا ہے گویا یہ مسجدیں اپنا سلسلہء نسب بیان کررہی ہیں کہ ہم سب اسی عظمت ، برکت اور رحمت والے گھر سے منسلک ہیں جس طرح

کعبۃ اللہ عظمت اور احترام کے قابل ہے اسی طرح دنیا کی چھوٹی بڑی ساری مسجدیں بھی عظمت و احترام کے لائق ہیں یہی وجہ ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فضیلت کے اعتبار سے مسجد کو کعبہ سے یوں جوڑا ۔ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ مُتَطَهِّرًا اِلٰى صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ فَاَجْرُهٗ كَاَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمْ (مسند احمد' ابوداود) جو شخص پاک اور صاف ہو کر گھر سے فرض نماز کیلئے نکلتا ہے اس کا اجر محرم (احرام باندھے ہوئے) حاجی کے برابر ہے ایک سوال یہاں یہ رہ جاتا ہے کہ قرآن مجید میں تو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ کعبۃ اللہ کی تعمیر اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ واسماعیلؑ نے کی ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمَاعِيْلُ الخ ۔ تو اس کا جواب یہی ہے کہ ان دونوں جلیل القدر نبیوں نے کعبۃ اللہ کی ابتدائی تعمیر نہیں فرمائی بلکہ سابق بنیادوں پر اسی کے مطابق تعمیر فرمائی اور کعبہ کی اصل بنیاد پہلے ہی سے تھی بعض روایتیں اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو بیت اللہ کی تعمیر کا حکم دیا گیا تو فرشتہ کے ذریعہ ان کو بیت اللہ کی جگہ یعنی سابق بنیادوں کی نشاندہی کی گئی جو ریت کے تودوں میں دبی ہوئی تھی۔

سب سے زیادہ محبوب مسجدیں ہیں

بندگی کا فطری تقاضا یہ ہے کہ انسان اللہ تعالی کی بارگاہ عالی میں عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنی محتاجی اور فقیری کا اظہار کرتے ہوئے اس کی خوشنودی اور نزدیکی حاصل کرنے کی نیت سے اس کی محبت میں گرفتار ہو کر کھڑے ہو جائے اور اپنی بلند پیشانی اس کے دربار میں جھکا دے اور انتہائی عاجزی کے ساتھ اس کی بارگاہ میں اپنا سر رکھدے اور اسکی یاد سے اپنے دماغ کو منور' روح کو تازہ اور دل کو مسرور کر دے' انہیں پاک جذبات کے ساتھ عبادت کرنے کا نام نماز ہے اور اسی نماز کو اجتماعی نظام کے ساتھ ادا

کرنے کا نام جماعت ہے اور سنگ عظیم و وسیع مقاصد کے تحت یہ نماز اللہ کے جس گھر میں ادا کی جاتی ہے اس کا نام مسجد ہے اور یہ مسجدیں جہاں سینکڑوں' ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان جمع ہو کر ہر قسم کی تفریق سے بلند ہو کر ادا کرتے ہیں ان مسجدوں کا رشتہ بالراست اسی خانہء کعبہ سے ہے جو انوار و تجلیات ربانی کا منبع و سرچشمہ ہے ۔

سارے ہی انسان اللہ کے بندے ہیں اور بندوں کیلئے بندگی ہی زیبا دیتی ہے' اور یہی ان کی تخلیق کا مقصد حیات بھی ہے (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ)اور مقصد جس جگہ پایہء تکمیل کو پہنچتا ہے وہی جگہ محبوب بھی ہوتی ہے' شیطان کا مقصد وسوسوں میں مبتلا کرنا اور انسانوں کو گمراہی کے دلدل میں پھنسانا ہے اور اس کا یہ مقصد بازاروں میں پورا ہوتا ہے اس لئے کہ بازاروں اور منڈیوں میں جھوٹ' فریب' دھوکہ' خیانت اور ظلم وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے جس سے شیطان خوش ہوتا ہے اسی لئے بازار اس کی محبوب جگہ ہوتے ہیں' اس کے برعکس مسجدیں ہیں جہاں روحانی قوت نصیب ہوتی ہے جہاں امن و سلامتی کی تعلیم دی جاتی ہے' جہاں تواضع اور خاکساری کا درس دیا جاتا ہے جہاں ایک انسان کا رخ اپنے حقیقی خالق و مالک کی طرف جوڑا جاتا ہے' یہ مسجدیں اللہ تعالی کو محبوب اسی لئے ہوتی ہیں کہ ان مسجدوں سے بندوں کی تخلیق کا مقصد مکمل ہوتا ہے اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَ اَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا (مسلم) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہروں اور بستیوں میں سے اللہ تعالی کو سب سے زیادہ محبوب ان کی مسجدیں اور سب سے زیادہ مبغوض ان کے بازار اور منڈیاں ہیں' اس حدیث کا ماحصل یہی ہے کہ مسجدیں مقصد زندگی کو پورا کرتی ہیں کہ ان کے ذریعہ بندہ اپنی زندگی کے تقاضے کو پورا کرتا ہے اور یہی مقصد حیات بھی ہے' اور بازار ضرورت زندگی ہیں اور ضرورت کی ایک حد ہوتی ہے اس حد تک اس کا استعمال ہوگا اگر ضرورت کو اس قدر استعمال کیا جائے کہ مقصد فوت ہو جائے اور ایسی شکل سامنے آنے لگے کہ ضرورت ہی مقصد بن جائے تو پھر انسان افراط و تفریط کا شکار ہوگا اور گمراہی میں پڑ جائے گا۔ اس حقیقت کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ بیت الخلاء

انسان کی ضرورت ہے اگر انسان ضرورت کے بقدر بیت الخلاء میں رہے تو بالکل ٹھیک ہے لیکن اگر انسان اسی میں رہنے لگ جائے تو ظاہر ہے کہ یہ ایک معیوب بات ہے بالکل اسی طرح بازاروں کی حالت ہے چونکہ وہاں جانے کے بعد انسان اخلاقی اعتبار سے آلودہ ہوتا ہے اسلئے حدود کی پابندی کے ساتھ بازاروں سے تعلق رکھنے کی اجازت دی گئی ہے ۔

اللہ کے خاص مہمان

جس طرح ایک سلیم طبیعت رکھنے والے شخص کے پاس اگر کوئی مہمان آجائے تو وہ اپنی طبیعت کی سلامتی کی وجہ سے اپنے مہمان کی خاطر مدارات کرے گا اور اپنی حیثیت کے بقدر اسکی مہمان نوازی کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھے گا بالکل اسی طرح مسجدیں اللہ کے گھر ہیں اور جو اللہ کے گھر میں حاضر ہوتے ہیں وہ اللہ کے ملاقاتی اور مہمان ہیں اور جن کی ملاقات کو کوئی آئے اس پر حق ہے کہ وہ آنے والے ملاقاتی کا اکرام اور اس کی خاطر داری کرے اسی لئے اللہ تعالی بھی اپنے ان بندوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں جو اسکے دربار میں صبح وشام جاتے ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رسول اللہ ﷺ مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ (بخاری ومسلم) جو بندہ جس وقت بھی صبح کو یا شام کو اپنے گھر سے نکل کر مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالی اس کے واسطے جنت کی مہمانی کا سامان تیار کرتا ہے وہ جتنی دفعہ بھی صبح یا شام کو جائے' جس بندہ کی مہمان نوازی کا سامان رب ذوالجلال فرمائیں تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے شان کے اعتبار سے ہی مہمان نوازی فرمائیں گے اور جو اللہ تعالی عطا فرمائیں گے اس کا تو انسان تصور بھی نہیں کر سکتا ہم بار بار مسجدوں میں جاتے ہیں دن اور رات میں پانچ پانچ مرتبہ روزانہ مسجد کے اندر جاتے ہیں لیکن ہماری نیتیں محدود ہوتی ہیں ہم صرف یہ سمجھتے ہیں کہ بس نماز پڑھنا ہے اور پھر لوٹ جانا ہے' یہ نیت بالکل سطحی اور محدود نیت ہے' ان احادیث کی روشنی میں ایک بندۂ مومن کو چاہئے کہ وہ مسجد میں داخل ہو تو یہ تصور اس کے دل و

دماغ میں ضرور ہو کہ وہ ایک حقیقی خالق و مالک اور پروردگار کی بارگاہ میں داخل ہو رہا ہے میں اس کا مہمان بن کر جا رہا ہوں وہ میرا میزبان ہے میں اسکو خوش کرنے کے لئے جا رہا ہوں اور اسکی رحمتوں کو سمیٹنے اور برکتوں کو حاصل کرنے کیلئے اس کے گھر جا رہا ہوں اس کے اس مقدس دربار میں میں اس کی بڑائی بیان کروں گا' اس کی پاکی اور کبریائی بیان کروں گا' اس کی ثناء جمیل کروں گا' اسکے سامنے باآدب ٹھہروں گا اس کے سامنے جھکوں گا' اسی کے سامنے اپنے آپ کو نچھاور کر دوں گا اور پھر اپنے اس عمل سے اس کو خوش کروں گا وہ مجھے اپنے فضل و کرم سے دنیا میں بھی دے گا اور آخرت میں بھی دے گا' وہ میری مرادوں کو پورا کریگا' وہ مجھے اپنے در سے خالی ہاتھ نہیں لوٹائے گا' وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں' میں اسکو دیکھنے کے لئے آیا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے' اگر ان جذبات کے ساتھ ایک بندہء مومن مسجد میں داخل ہو گا تو ظاہر ہے کہ اس کی روح کو تازگی اور دل و دماغ کو سکون ملے گا اور یہ تو نقد فائدہ ہے اور موت کے بعد کیلئے تو جنت کی وہ نعمتیں ہیں (جن کو نہ کسی نے دیکھا ہے' نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی دل میں اس کا تصور آیا ہے) جو بطور مہمان نوازی کے دی جائیں گی ۔

مسجد سے ہمارا تعلق

جس طرح بندہ کا اپنے رب سے تعلق ہونا چاہیے اسی طرح اس کا اس کے گھر (مسجد) سے تعلق ہونا چاہئے' ایک مومن اگرچہ کہ نماز ادا کرنے کیلئے مسجد آتا ہے اور پھر چلا جاتا ہے لیکن ایک سچے اور پکے مومن کے دل میں بار بار مسجد میں آنے جانے کی وجہ سے اس سے ایسا گہرا تعلق اور دلی وابستگی ہو جاتی ہے کہ وہ جہاں بھی جاتا ہے اس کا دل مسجد سے اٹکا ہوا ہوتا ہے' وہ کسی نماز کے بعد اپنے گھر جاتا ہے اور اہل و عیال میں گھل مل جاتا ہے لیکن اسکے باوجود اس کے دل میں بار بار یہ خیال آتا ہے کہ کہیں اللہ کے دربار میں جانے کا وقت تو نہیں ہو گیا' کہیں کسی نماز میں غیر حاضری تو نہیں ہو جائے گی وہ کسی نماز کے

بعد بازار چلا جاتا ہے اور وہاں اس کے دل میں بار بار یہ کھٹکا پیدا ہوتا ہے کہ کہیں اذان تو نہیں ہو گئی، کہیں میرے پروردگار کے دربار میں حاضر ہونے کا وقت تو نہیں ہو گیا' اس قسم کے بار بار خیالات و سوالات کا آنا ایمان کی پختگی کی علامت ہے اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نبی رحمت ﷺ نے خوشخبری دی ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَ شَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَ رَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْهِ الخ (بخاری و مسلم) سات قسم کے آدمی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے گا قیامت کے دن میں جس دن کہ اس کے سایہء رحمت کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہیں ہو گا جن میں سے ایک وہ مرد مومن ہو گا جس کا حال یہ تھا کہ مسجد سے باہر جانے کے بعد بھی اس کا دل مسجد ہی سے لٹکا رہتا تھا جب تک کہ پھر مسجد میں نہ آجائے' سلف صالحین کے عادات و اطوار اور خصائل و اوصاف کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں یہی محسوس ہوتا ہے کہ ان کے اندر یہ وصف بطور خاص موجود تھا کہ ہمہ دم دربار الٰہی میں حاضری کا شوق ہوتا اور مسجد ان کے دل و دماغ میں ہمیشہ رہتی تھی اور مسجد کے باہر دوسرے کاموں میں ہونے کے باوجود انکا دل مسجد سے لگا ہوا ہوتا تھا آج ہماری حالت زار یہ ہے کہ مسجد پہنچ کر احاطہء مسجد میں رہتے ہوئے بھی ہمارا دل مسجد سے جڑا ہوا نہیں ہوتا' غور کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ سلف صالحین اور اللہ کے نیک بندے مسجد کے باہر رہ کر بھی مسجد میں ہوتے تھے جبکہ ہم مسجد کے اندر رہ کر بھی مسجد کے باہر ہوتے ہیں' اللہ تعالیٰ ہماری حالت سدھار دے اور قیامت میں سایہء رحمت کے حاصل کرنے کا شوق دلوں میں پیدا کر دے اور اسباب کے پیرایہ میں مسجدوں سے اپنے تعلقات کو مضبوط کرنے اور اپنے دل کو مسجدوں سے معلق رکھنے کی توفیق عطا فرمادے

قرطبی میں ہے کہ دور رسالت میں دو صحابی تھے ایک تجارت کرتے تھے اور دوسرے صنعت و حرفت یعنی بیوپار کرتے اور تلواریں بنا کر بیچتے تھے' پہلے صحابی کی تجارت کا حال یہ تھا کہ اگر سودا تولنے کے وقت اذان کی آواز کان میں پڑ جاتی تو وہیں ترازو پٹک کر نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور دوسرے بزرگ کا یہ عالم تھا کہ گرم لوہے پر ہتھوڑے کی ضرب لگا رہے ہیں اور کان میں آواز اذان کی آگئی تو

ہتھوڑا مونڈھے پر اٹھائے ہوتے ہیں تو وہیں مونڈھے کے پیچھے ہتھوڑا ڈال کر نماز کو چلدیتے تھے اٹھائے ہوئے ہتھوڑے کی ضرب سے کام لینا بھی گوارانہ تھا' حضرت سالمؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عبداللہ بن عمرؓ بازار سے گزرے تو نماز کا وقت ہو گیا لوگوں کو دیکھا کہ دکانیں بند کر کے مسجد کی طرف جارہے ہیں تو فرمایا کہ انہی لوگوں کے بارے میں یہ ارشاد ہے کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جنہیں اللہ کی یاد سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے نہ فروخت ۔

رہبانیت کا نعم البدل

اس حقیقت سے اکثر مسلمان واقف ہیں کہ امت محمدیہ سے پہلے جو امتیں گزری ہیں ان امتوں میں رہبانیت کی اجازت تھی ، رہبانیت کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کو یکسر چھوڑ کر پوری یکسوئی سے اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو جائیں' ان امتوں کیلئے یہ رہبانیت روحانی مقاصد اور اخروی منافع کیلئے مشروع تھی' لیکن جو دین نبی رحمت ﷺ کو دیا گیا اس دین میں رہبانیت کے اس مروجہ طریقہ کو ممنوع قرار دے دیا گیا لا رهبانية فى الاسلام ظاہر ہے کہ اس امت کیلئے اس حکم کا منسوخ ہونا بظاہر محرومی نظر آتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے رہبانیت کے اس طریقہ کو تو ممنوع قرار دیدیا لیکن اس امت کو اس کے ثواب سے محرومی سے بچانے کیلئے ایک اور آسان اور غیر مضر عمل دیا جس کے ذریعہ رہبانیت کا مقصد بھی حاصل ہو جائے اور آدمی اس کا ثواب بھی پالے گویا رہبانیت کا نعم البدل اس امت کو یوں عطا کیا گیا عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍؓ اِنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِئْذَنْ لَنَا فِى التَّرَهُّبِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ تَرَهُّبَ اُمَّتِىْ اَلْجُلُوْسُ فِى الْمَسَاجِدِ اِنْتِظَارَ الصَّلٰوةِ حضرت عثمان بن مظعونؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو رہبانیت اختیار کرنے کی اجازت دیدیجئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی رہبانیت نماز کے انتظار میں مسجدوں میں بیٹھنا ہے، بنی

رحمت ﷺ کی بے مثل تعلیم و تربیت کے نتیجہ میں چونکہ صحابہ کرامؓ میں دنیا کی لذتوں سے بے تعلقی اور کنارہ کشی کا جذبہ پیدا ہو تا تھا اور وہ اپنے اس جذبہ کی تکمیل کیلئے دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوتے اور اپنے اس مسئلہ کے حل کیلئے نبی رحمت ﷺ سے درخواست کرتے کہ ہمیں رہبانیت کی اجازت دیجئے اسی قبیل کا یہ واقعہ ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون نے جن میں رہبانیت کا رجحان کچھ زیادہ ہی پیدا ہو گیا تھا پیارے پیغمبر سے یہ معروضہ پیش کیا تو آپ ﷺ نے انہیں رہبانیت کی تو اجازت نہیں دی لیکن اس کے بدلہ میں ایک ایسا عمل دیا کہ جس سے رہبانیت کا مقصد حاصل ہو جائے کہ عثمان ! نماز کے انتظار میں تمہارا مسجد میں دیر تک بیٹھے رہنا ہی تمہارے لئے رہبانیت ہے' معلوم ہوا کہ مسجد میں دیر تک نماز کے انتظار میں بیٹھنا کس قدر اہم عمل ہے۔

قیامت کے دن نور کامل کے حقدار

ایک مومن کیلئے سب سے بڑی فکر یہی ہو سکتی ہے کہ وہ یہ سوچے کہ کل جب قیامت قائم ہو گی تو میرا کیا ہو گا ؟ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا ؟ جس مومن کے دل میں اس قسم کے سوالات فکر کے ساتھ ابھرتے ہوں تو یہی اس کے مومن ہونے کی علامت ہو گی ایک مومن جب قیامت کے دن کا تصور جمائے بیٹھ جائے تو اسے دوسری تمام تر دعاوں کے ساتھ یہ دعاء بھی ضرور کر لینی چاہیے کہ اے اللہ ! قیامت کے دن آپ مجھے روشنی اور نور عطا فرمایئے جو میری نجات اور کامیابی کا ذریعہ بن جائے اور اس نور کے پانے کیلئے نبی رحمت ﷺ کے اس فرمان پر عمل کرنے لگ جائے تو عین ممکن ہے کہ قیامت کے دن کی الجھنوں اور پریشانیوں سے محفوظ رہے' عَنْ بُرَيْدَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ' حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے جو بندے اندھیریوں

میں مسجدوں کو جاتے ہیں ان کو بشارت سنادو کہ ان کے اس عمل کے صلہ میں قیامت کے دن ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور کامل عطا ہوگا' کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رات کی اندھیریوں میں مسجدوں کی طرف رخ کرتے ہیں اور ابدی روشنی کو پانے کیلئے وقتی اندھیروں کی مشقت کو برداشت کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر مومن کے دل میں نور کامل کے حصول کا شوق پیدا فرمادے اور اپنے فضل سے اس نور کا ہمیں حقدار بھی بنادے ۔

ایمان کی گواہی دو

اللہ کے بعض بندے ایسے ہوتے ہیں جو اکثر مشاہدہ میں آتے رہتے ہیں کہ وہ مسجد کی نگہداشت و حفاظت کا خیال اپنے گھروں کی نگہداشت وحفاظت سے زیادہ رکھتے ہیں' ان کے دل میں یہ فکر رہتی ہے کہ مسجد میں کس چیز کی ضرورت ہے اور کس چیز کی کمی ہے ؟ وہ کبھی مسجد کی صفائی میں مصروف رہتے ہیں تو کبھی مسجد کی توسیع کی فکر میں' کبھی مسجد کے ضروریات کی تکمیل میں تو کبھی مسجد سے متعلق ضروری کاروائیوں کی فکر میں' کبھی مصلیوں کی سہولت کیلئے پانی کے انتظام کی فکر میں تو کبھی مسجد کے اخراجات کیلئے مالیہ کی فراہمی میں' کبھی نماز میں مصروف تو کبھی تلاوت قران میں' کبھی وظائف واوراد میں مشغول تو کبھی ذکرواذکار وتسبیحات میں محو' ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّجُلَ یَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِیْمَانِ فَاِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (ترمذی وابن ماجہ)
حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد سے تعلق رکھتا ہے اور اسکی خدمت اور نگہداشت کرتا ہے تو اس کیلئے ایمان کی شہادت دو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد وہی لوگ کرتے ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر

اور یوم آخرت پر مسجدوں کی فکر کرنے والوں کیلئے اس سے بڑا ایوارڈ کیا ہو سکتا ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے اپنی امت کے افراد کو حکم دیا کہ ایسے فکر مندوں کے بارے میں ایمان کی گواہی دو جو مسجد سے تعلق رکھتے ہیں اور اسکی خدمت اور نگہداشت کرتے ہیں ، جس کے ایمان کی گواہی دینے کا حکم پیارے پیغمبر دیں اس کی خوش نصیبی قابل رشک ہے ۔

مسجد کے عوض محل

اللہ تعالی کا دستور یہ ہے کہ (اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ) اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا ' اسی دستور کے دائرہ میں وہ خوش نصیب لوگ بھی آتے ہیں جو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ محض اپنے پروردگار کو راضی کرنے کی خاطر ریاکاری اور ظاہر داری سے پاک و صاف ہو کر مسجدوں کی تعمیر کرتے ہیں اللہ تعالی ان کی اس محنت کا صلہ آخرت میں اس شکل میں عطا کریں گے کہ ان کے لئے جنت میں ایک شاندار محل تعمیر کیا جائے گا 'بخاری اور مسلم میں حضرت عثمانؓ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ بَنَىٰ لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ جو کوئی اللہ کے لئے (یعنی صرف اس کی خوشنودی اور اس کا ثواب حاصل کرنے کی نیت سے) مسجد تعمیر کرائے تو اللہ تعالی اس کیلئے جنت میں ایک شاندار محل تعمیر فرمائیں گے، اللہ کے جو نیک بندے مسجدوں کی تعمیر میں اپنی محنت کی کمائی کا ایک وافر حصہ لگاتے ہیں انہیں اس حدیث کے ایک ٹکڑے پر گہری نظر رکھنی چاہیے تاکہ " محنت برباد گناہ لازم " کا محاورہ ان پر صادق نہ آجائے وہ یہ کہ اس حدیث میں من بنی کے بعد للہ کا لفظ بڑھایا گیا کہ اللہ کے گھر کی تعمیر کے وقت ایک مومن کے دل میں یہ جذبہ کار فرما رہے کہ اے اللہ! میں فخر و نمود کیلئے یا شہرت کیلئے اس گھر کی تعمیر نہیں کر رہا ہوں بلکہ صرف اور صرف آپ کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اس مسجد

کی تعمیر کر رہا ہوں اگر تعمیر مسجد کے وقت نیت درست ہے تو پھر دنیا اور آخرت میں اس کا صلہ بھی ملیگا اور اگر نیت میں خرابی ہے تو پھر دنیا اور آخرت میں اس کا صلہ ملنے کی کوئی امید نہ رکھی جائے بعض لوگ اپنے خاندان کا نام روشن کرنے یا اپنا نام ظاہر کرنے کی غرض سے مسجدوں کی تعمیر کرتے ہیں اور مسجد کی تعمیر پر فخر، بڑائی اور شیخی کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ حضور ﷺ نے اس شکل وصورت کو قیامت کی نشانی قرار دیا' چنانچہ ابوداود اور ابن ماجہ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسجدوں کے بارے میں لوگ ایک دوسرے کے مقابلہ میں فخر و مباہات (شیخی اور بڑائی) کرنے لگیں گے یعنی اپنا تفوق (بڑائی اور برتری) ظاہر کرنے کیلئے ایک کے مقابلہ میں ایک شاندار مسجد بنائیں گے ، یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ آج کل ہر طرف مسجدیں بڑی تیزی کے ساتھ تعمیر ہو رہی ہیں اگر ایسے موقعوں پر ہر مومن اپنی نیت کو درست کرلے گا تو وہ ان وعیدوں سے بچ جائے گا جن وعیدوں کو احادیث میں بیان کیا گیا ہے ، یہ بات حوصلہ افزائی کے طور پر کہی جاسکتی ہے کہ آج بھی دنیا میں ایسے مخلص موجود ہیں جو اپنی حلال آمدنی کا وافر حصہ مسجدوں کی تعمیر میں لگاتے ہیں اور بڑی سے بڑی رقم دیتے ہوئے بھی یہ شرط منتظمین مسجد کے سامنے رکھتے ہیں کہ اس کی اطلاع کسی کو نہ دی جائے کہ یہ رقم ہم نے دی ہے ، ہاں ! بعض مرتبہ لوگوں کے حوصلہ کو بڑھانے کے لئے درست نیت کے ساتھ علی الاعلان دینا بھی درست ہے، بہر صورت اس صالح کام کیلئے نیت بھی صالح ہونی چاہئے ۔

مسجدیں مضبوط قلعے ہیں

مسجدیں مذہب اسلام کا شعار بھی ہیں اور اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلامی ثقافت کی نگہبان

بھی ہیں انہیں مساجد سے ایک مسلمان اسلامی طور طریقوں سے آگاہ ہوتا ہے ، یہیں سے تقوی اور پرہیز گاری کا درس ملتا ہے ، یہیں سے اللہ تعالی کے حقوق اور بندوں کے حقوق کی پہچان ہوتی ہے ان ہی مسجدوں کے دائرہ میں رہ کر آدمی مختلف قسم کی گندگیوں اور خباثتوں سے پاک رہ سکتا ہے، مسجدوں کے ماحول میں رہ کر اس کی طبیعت میں پاکیزگی، لطافت، نظافت ، سنجیدگی اور طبیعت کی سلامتی پیدا ہوتی ہے جس طرح میدان جنگ میں لوہے کی زرہ کے ذریعہ آدمی دشمنوں کے تیر و تلوار سے محفوظ رہ سکتا ہے بالکل اسی طرح مسجد کے ماحول میں رہ کر آدمی شیطان (جو کہ انسان کا کھلا دشمن ہے) کے وسوسوں اور اسکے دھوکوں سے محفوظ رہ سکتا ہے، گویا مسجدیں قلعے ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے ارشاد فرمایا جاتا تھا کہ شیطان سے بچنے کے لئے مضبوط ترین قلعے مسجدیں ہیں مسجدوں کے ذریعہ ایک طرف تو آدمی گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور یہ مسجدیں قلعہ کا کام کرتی ہیں تو دوسری طرف یہ مسجدیں محفوظ محل کا کام بھی کرتی ہیں جہاں اللہ تعالی کی مہربانیاں اور رحمتیں اس کو ڈھانپ لیتی ہے، دنیوی محل میں ظاہری راحت نصیب ہوتی ہے لیکن مسجدوں میں حقیقی سکون اور اطمینان کے ساتھ حقیقی پروردگار کی رحمتیں اور برکتیں بھی نصیب ہوتی ہیں ۔

جب اللہ تعالی نے مسجدوں کے اندر دفع مضرت (نقصان دہ چیزوں کو ہٹانا) کی بھی صفت رکھی ہو اور جلب منفعت (نفع اٹھانا) کی بھی صفت رکھی ہو تو ایسی جگہوں سے بے نیازی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے ، بعض لوگ قولا تو مسجدوں سے بے نیازی کا اظہار نہیں کرتے لیکن ان کا عمل ان کی بے نیازی کو ظاہر کرتا ہے وہ یوں مسجد سے بے تعلق ہو کر زندگی گزارتے ہیں کہ گویا ان سے مسجد کا کوئی رشتہ ہی نہیں ہے حالانکہ مسجد ہمارا حقیقی گھر ہے جہاں اللہ تعالی نے سب کچھ رکھا ہے، ہم اگر حضرت ابوذر غفاریؓ کی اس نصیحت کو سنیں گے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی تو شاید کچھ مساجد کی عقیدت و عظمت دلوں میں بیٹھ جائے، حضرت ابوذر غفاریؓ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا برخوردار ! بہت بہتر ہے کہ مسجد تمہارا گھر ہو جائے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسجدیں متقیوں کا گھر ہیں مسجد جس کا گھر ہو جائے تو اللہ تعالی اس کے لئے رحمت کا اور پلصراط پر

سے گزرنے کا ضامن ہوتا ہے (مظاہر حق جلد اول ۵۹۴)

مسجدیں جنت کے باغ ہیں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ اَلْمَسَاجِدُ قِیْلَ وَمَا الرَّتْعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جب جنت کے باغوں پر گزرو تو خوب میوے کھایا کرو پوچھا گیا یا رسول اللہ ! مسجدوں میں میوے کھانے کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کی تسبیح پڑھنا اس فرمان پاک کا مطلب یہ ہے کہ مسجدیں اس اعتبار سے جنت کے باغ ہیں کہ مسجدوں میں کی جانے والی عبادت جنت کے باغوں کے حاصل ہونے کا سبب اور ذریعہ ہے اور خوب میوے کھانے کا مطلب یہ ہے کہ مسجدوں میں داخل ہونے کے بعد اللہ کی پاکی اور اسکی حمد بیان کرو اور اس کے ایک ہونے کا اعلان کرو اور اسی کی کبریائی بیان کرو تمہارے اسی عمل سے اللہ تعالی مسرور ہو کر تمہیں جنت کے باغ عطا فرمائیں گے ۔

مسجدوں سے روحانی قوت ملتی ہے

انسان روح اور جسم کے مجموعہ کا نام ہے، اگر جسم ہو اور روح نہ ہو تو وہ مردہ ہے اور روح ہو اور جسم ہی نہ ہو تو اس کے وجود کو ثابت نہیں کیا جا سکتا معلوم ہوا کہ روح اور جسم دونوں کے مجموعہ کو

انسان کہتے ہیں' اور جس طرح جسم کی بقاءاوراسکی تندرستی کیلئے اس کو قوت کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح روح کی بقاء اوراس کی عافیت کے لئے بھی قوت کی ضرورت پڑتی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ جسم کو قوت پہنچانے والی چند چیزیں ہیں اور روح کو تقویت پہنچانے والی چند دوسری چیزیں ہیں، اناج، میوے اور ترکاریاں وغیرہ سے جسم کو قوت ملتی ہے جبکہ روح کو قوت پہنچانے والی چیزیں کچھ اور ہیں، جسم رکھنے والی چیزیں جسم کو تقویت پہنچاتی ہیں جبکہ روح کو روحانی چیزیں ہی تقویت پہنچاتی ہیں روح کی کمزوری برائیوں کی کثرت سے ہوتی ہے۔

اور برائیوں اور بے حیائیوں کو نماز ہی روکتی ہے اور نماز کی ادائیگی کیلئے ہی مسجد کی بنیاد رکھی جاتی ہے ، روح کو تقویت دل کے اطمینان اور سکون سے ملتی ہے اور سکون کو اللہ تعالی نے اپنی یاد میں رکھا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (۲۸ الرعد) ان دونوں حقیقتوں کو تسلیم کرلیں تو نتیجہ ہمارے سامنے یہی ہوگا کہ مسجدیں ہی وہ مراکز اور سرچشمے ہیں جہاں انسان کی روح کو تازگی اور طاقت نصیب ہوتی ہے، اگر کوئی مسلمان ناموافق حالات سے دوچار ہو جاتا ہے اور بے چینی اور اضمحلال کا شکار ہو جاتا ہے اور ناکامی اور نامرادی کی وجہ سے مایوسی کے قریب پہنچ جاتا ہے تو اس کے درد کا ایک ہی علاج ہے کہ وہ سچے دل کے ساتھ اللہ کی ذات پر کامل اعتماد رکھتے ہوئے اس کے گھر (مسجد) میں داخل ہو جائے اور اللہ تعالی سے گڑگڑاتے ہوئے کہے کہ اے ارحم الراحمین! آپ ہی سب سے بہتر رحم کرنے والے ہیں آپ ہمارے لئے رحمت کے دروازے کھول دیجئے پھر اللہ کے حضور اپنی پیشانی رکھ دے، اپنی عاجزی، کمزوری، درماندگی، بیچارگی اور خاکساری کا اظہار کرے اور اپنی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے رحمت کی بھیک مانگے اور آنکھوں سے آنسو ٹپکائے پھر تو کایا پلٹ جائے گی اور حالات کروٹ لینگے اور زحمت رحمت سے بدل جائے گی، بے چینی چین میں بدل جائیگی، نامرادی کی دنیا سے وہ نکل کر کامیابی کی دنیا میں قدم رکھے گا اور اسکی یہ محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔

مسجدیں اتحاد و اتفاق کی تعلیم دیتی ہیں

ایک ہی مذہب سے تعلق رکھنے والے مسلمان ایک ہی وطن یا ایک ہی محلہ میں رہنے کے باوجود مختلف مزاج کے ہوتے ہیں اللہ تعالی نے ہر ایک کا ایک ہی مزاج نہیں بنایا، دنیا میں ہر انسان کا اپنا ایک مزاج اور اپنی ایک طبیعت ہوتی ہے کوئی بخیل ہوتا ہے تو کوئی سخی ہوتا ہے ، کوئی مغرور ہوتا ہے تو کوئی متواضع ، کوئی تکلف کرنے والا تو کوئی سادہ مزاج ، کوئی حریص تو کوئی قناعت پسند، کوئی خیر خواہی کا جذبہ رکھنے والا تو کوئی شر پسند، کوئی وسعت ظرفی رکھنے والا تو کوئی کم ظرف وغیرہ وغیرہ ۔ مزاج و طبیعت کا یہ فرق قدرتی ہے اور یہ اللہ تعالی کا بنایا ہوا ایک نظام ہے اور مزاج و طبیعت سے ہٹ کر بھی لوگ مختلف قسم کے ہوتے ہیں، کوئی امیر ہے تو کوئی غریب ، کوئی عقلمند تو کوئی نادان ، کوئی اونچی نسل کا تو کوئی نچلی نسل کا، کوئی اچھے رنگ کا تو کوئی برے رنگ کا۔ اگر دنیا کے انسان ان تمام چیزوں کا لحاظ رکھتے ہوئے الگ الگ ہو جائیں اور ایک دوسرے سے دور ہو جائیں تو ظاہر ہے کہ یہ دنیا دوزخ بن جائے گی ان مختلف مزاج انسانوں کیلئے عافیت اور سلامتی کی زندگی گزارنے کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ ان تمام عارضی نوعیت کے اختلافات کو ایک گوشہ میں رکھ دیں اور ایک ہی چشمہ کی لہریں بن جائیں تو پھر مسلمان ترقی کے میدان میں آگے رہیں گے ، اسی حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلام میں مساجد کا قیام عمل میں آیا تاکہ مسجد ایک ایسا پلیٹ فارم بن جائے جہاں سب لوگ جمع ہو کر مساوات اور بھائی چارگی کو فروغ دیں اور ایک ہی صف میں کھڑے ہو جائیں اور پھر نماز کے لئے جماعت کا نظام قائم کیا گیا تاکہ مسلمانوں میں ایک امام کے تابع رہنے کی اہلیت پیدا ہو جائے اور کسی امیر کو اپنی امیری پر غرور نہ رہے اور کسی غریب کو اپنی غربت کا احساس نہ رہے ۔

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیرے دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

نماز سے چونکہ صرف عبادت ہی مقصود نہیں ہے بلکہ نماز سے جہاں عبادت الٰہی مقصود ہے وہیں آپس میں مسلمانوں کا جوڑ بھی مقصود ہے اسی لئے نماز باجماعت کی تاکید احادیث میں بکثرت موجود ہے اور جماعت کے ترک کرنے پر وعید بیان کی گئی ہے حالانکہ نماز اگر تنہا بھی پڑھ لے تو ادا ہو جائے گی اور اس پر سے فرضیت ساقط ہو جائیگی ، لیکن اسکے باوجود جماعت کا حکم جو دیا گیا اس کے پیچھے یہی مقصود پوشیدہ ہے کہ باقاعدہ ایک عبادت گاہ میں سارے ہی مسلمان جمع ہوں اور اتحاد و اتفاق کا منظر پیش کریں، اسی لئے جماعت کی نماز کو انفرادی نماز کے مقابلہ میں ۲۷ گنا زیادہ ثواب بتایا گیا صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِیْنَ دَرَجَۃً (بخاری و مسلم) نیز چالیس دن تک ہر نماز جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ کی رعایت کرتے ہوئے پڑھنے والے کو دوزخ اور نفاق سے بری قرار دیا گیا مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِیْ جَمَاعَۃٍ یُدْرِکُ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَ بَرَاءَۃٌ مِنَ النِّفَاقِ (ترمذی عن انسؓ) ظاہر ہے کہ جب مسلمان اسطرح ایک اللہ کے گھر میں جمع ہوں گے اور آپس میں ملاقات کریں گے اور ایک دوسرے کے حالات سے باخبر ہوں گے اور ایک دوسرے کے غم میں برابر کے شریک رہیں گے اور موقع پڑنے پر ایک دوسرے کے ساتھ احسان ، ایثار ، ہمدردی و غمخواری کا برتاو کریں گے تو ظاہر ہے کہ جماعت کا جو مقصد ہے وہ حاصل ہو جائے گا اور مسجد کی جماعت کی برکت سے مختلف مزاج کے انسانوں میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ جینے اور زندگی بسر کرنے کی عادت پیدا ہو جائے گی ۔

مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا

نبی رحمت ﷺ کی تعلیمات میں اس قدر وسعت ہے کہ آپ نے زندگی کے ہر ہر پہلو پر روشنی ڈالی مسجد

کے آداب بھی سکھائے تاکہ مسجدوں کی عظمت مسلمانوں کے دلوں میں قائم رہے، مسلمانوں کو مسجد میں داخل ہوتے وقت اور مسجدوں سے باہر نکلتے وقت پڑھنے کے لئے دعاء سکھائی گئی حضرت ابی اسید ساعدیؓ نے رویت کی ہے کہ رسول اللہ فرمایا إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَ إِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (مسلم) جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہونے لگے تو چاہئے کہ اللہ تعالی سے دعا کرے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور جب مسجد سے باہر جانے لگے تو یہ دعا کرے اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

تحیۃ المسجد

مسجد میں داخل ہونے کے بعد مسجد کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ وہاں جا کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کی جائے اس نماز کو "تحیۃ المسجد" کہتے ہیں عربی زبان میں تحیہ کہتے ہیں سلامی کو، یہ دو رکعت گویا عاجز بندوں کی طرف سے اپنے حقیقی آقا اور حاکم کی بارگاہ میں سلامی ہے جمہور ائمہ کے نزدیک یہ نماز مستحب ہے تحیۃ المسجد کے سلسلہ میں خصوصاً دیہاتوں میں ایک غلط رواج عام ہے کہ بعض لوگ مسجد میں داخل ہونے کے بعد پہلے قصداً بیٹھتے ہیں اسکے بعد کھڑے ہو کر نماز کی نیت کرتے ہیں حالانکہ احادیث میں اس کا کہیں ثبوت نہیں ہے۔ ملا علی قاریؒ نے اسی سلسلہ میں لکھا ہے کہ چار سو سال پہلے بھی مسلمانوں میں یہ غلطی رائج تھی عام مسلمانوں کو اپنی اسی غلطی سے باز آنا چاہیے اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد تحیۃ المسجد اگر پڑھنی ہو تو بیٹھنے سے پہلے ہی پڑھ لینا چاہئے ہاں! اگر واقعی کہیں سے تھک کر آنے کی وجہ سے سانس پھول رہی ہو اور اس کی وجہ سے نماز میں خلل آسکتا ہو تو تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر نماز پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے

مسجد اور ہمارا لباس

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ الخ (۳۱اعراف) اے اولاد آدم ! مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو ۔

زمانہء جاہلیت کے لوگ جن شرمناک اور بیہودہ رسموں کے شکنجوں میں پھنسے ہوئے تھے ان سے نبی رحمت ﷺ نے اپنی امت کو چھٹکارہ دلایا اور ایسا پاکیزہ دین عطا فرمایا جس میں حیا داری بھی تھی، زمانہء جاہلیت کی رسومات میں ایک رسم یہ بھی تھی کہ وہ بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کیا کرتے تھے، اسلام آیا اور اس شرمناک طریقہ کو ختم کردیا اور یہ اعلان بنی آدم سے خطاب کرتے ہوئے کیا گیا کہ اے اولاد آدم ! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو نبی رحمت ﷺ نے بتلا دیا کہ ننگے ہو کر طواف کرنا بے حیائی اور سخت بے ادبی ہے اس سے اجتناب کرو ۔ اس آیت میں لباس کو لفظ زینت سے تعبیر کرتے ہوئے اس طرف واضح اشارہ دیا گیا ہے کہ نماز میں افضل اور بہتر یہی ہے کہ صرف ستر پوشی پر اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ اپنی وسعت کے مطابق زینت کا لباس اختیار کیا جائے ، حضرت حسنؓ کی عادت تھی کہ نماز کے وقت اپنا سب سے بہتر لباس پہنتے اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالی جمال کو پسند فرماتے ہیں اسی لئے میں اپنے رب کے لئے زینت و جمال اختیار کرتا ہوں' مسجد میں حاضر ہونے والے مصلیوں کو چاہیے کہ وہ بقدر استطاعت صاف ستھرا اور اچھا لباس پہن کر آئیں ، مسجد میں نماز کیلئے آتے ہوئے صرف ستر پوشی مطلوب نہیں بلکہ زینت کا لباس اختیار کرنے کا حکم ہے اسلئے مرد کا ننگے سر نماز پڑھنا یا مونڈھے یا کہنیاں کھول کر نماز پڑھنا مکروہ ہے خواہ قمیص ہی نیم آستین ہو یا آستین چڑھائی گئی ہو ، بہر حال مکروہ ہے اسی طرح ایسا لباس بھی مکروہ ہے جس کو پہن کر آدمی اپنے دوستوں اور عوام کے سامنے جانا قابل شرم و عار سمجھے جیسے بغیر

کرتے کے صرف بنیان پہن کر جانا یا سر پر بجائے ٹوپی کے کوئی کپڑا یا چھوٹی دستی رومال باندھ لینا کہ کوئی سمجھدار آدمی اپنے دوست یا دوسروں کے سامنے اس ہیئت میں جانا پسند نہیں کرتا تو رب العالمین کے دربار میں جانا کیسے پسندیدہ ہو سکتا ہے بعض لوگ جو ایسے کارخانوں میں کام کرتے ہیں جن میں عموما کپڑے انتہائی میلے ہو جاتے ہیں انہیں مسجد کی حاضری کیلئے مستقل ایک لباس رکھ لینا چاہئے جیسے میکانک وغیرہ، اس لئے کہ ایسے لوگ ان کپڑوں سے اپنے دوستوں اور عوام کے سامنے جانے کو معیوب سمجھتے ہیں تو پھر مسجد میں آنے کو معیوب کیوں نہیں جانتے۔

مسجد میں جوتے پہن کر نہ جائیں

اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی میں ہوں تیرا رب سو اتار ڈال اپنی جوتیاں تو ہے پاک میدان طوی میں

چونکہ مسجد اللہ کا گھر ہے اور مسجد پہنچ کر آدمی اللہ کی بارگاہ مقدس میں حاضر ہوتا ہے اس مقدس بارگاہ کی حاضری کے موقع پر ادب واحترام کا لحاظ رکھنا ضروری ہے جب حضرت موسیٰ کوہ طور کے دامن میں موجود وادی طوی پر پہنچے تو انہیں حکم ہوا کہ وہ اپنے جوتوں کو اتار ڈالیں جوتے اتارنے کا حکم اسی لئے دیا گیا کہ یہ مقام ادب ہے اور جوتا اتار کر ننگے پاؤں ہو جانا مقتضائے ادب ہے ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بشیر بن خصاصیہ کو قبروں کے درمیان جوتے پہن کر چلتے دیکھا تو فرمایا اِذَا کُنْتَ فِیْ مِثْلِ هٰذَا الْمَکَانِ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ یعنی جب تم اس جیسے مکان پر سے گزرو جس کا احترام مقصود ہے تو اپنے جوتے اتار لو اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ سرکار دو عالم ﷺ نے مثل هذا المکان کہہ کر بتا دیا کہ قبرستان اور اس جیسی قابل احترام جگہوں میں جائیں تو ادب کا تقاضا یہ ہے کہ جوتے نکال لئے جائیں، معلوم ہوا کہ مسجد بھی چونکہ قابل احترام جگہ ہے اس لئے جب بھی مسجد

میں داخل ہوں تو جوتے نکال لئے جائیں حضور ﷺ کی عام عادت اور سنت روایات سے یہی معلوم ہوتی ہے کہ آپ جوتے اتار کر نماز پڑھتے تھے اور اس میں تواضع بھی زیادہ ہے مسجد کے معاملہ میں ہر مسلمان محتاط ہوتا ہے، جوتے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے ہی نکال لئے جائیں مگر قبرستانوں میں آج کل بیحد بے احتیاطی ہو رہی ہے جس کی طرف توجہ دینی چاہئے ۔

مسجدوں میں دنیا کی باتیں

مسجد اللہ کا گھر ہے اور اس گھر کی عظمت و بزرگی ہر مومن کے دل میں ہونی چاہئے اور اس عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا ادب کیا جائے اور ادب کا تقاضا یہ ہے کہ مسجد میں ایسی کوئی بات اور ایسی کوئی کام نہ کیا جائے جو اللہ کی رضا سے متعلق نہ ہو، مسجد چونکہ عبادت کی جگہ ہے یہاں نماز ، تلاوت قرآن، ذکر و اذکار ،دینی تعلیم و تربیت اور دین سے متعلق ہی کام کیا جائے جو شریعت کے حدود میں ہو اور جس کا کیا جانا مسجد کے آداب کے مغائر نہ ہو مسجد کے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں خالص دینی باتیں کی جائیں اور دنیوی باتوں سے گریزو پرہیز کیا جائے وہ لوگ جو مسجدوں میں دنیوی باتیں کرتے ہیں اور اس کو کوئی معیوب عمل بھی نہیں سمجھتے انہیں یہ حدیث ضرور پڑھ لینی چاہئے جس کو بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسنؓ سے مرسلا روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِيْ مَسَاجِدِهِمْ فِيْ أَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسجدوں میں لوگوں کی بات چیت اپنے دنیوی معاملات میں ہوا کرے گی تمہیں چاہئے کہ ان لوگوں کے پاس بھی نہ بیٹھو اللہ کو ان لوگوں سے کوئی سروکار نہیں حضور ﷺ نے جس زمانہ کی پیش گوئی فرمائی تھی تقریبا وہ زمانہ آچکا ہے آج لوگ مسجد میں داخل ہونے کے بعد بجائے اللہ تعالی سے تعلق مضبوط کرنے کے لوگوں سے اپنا تعلق

مضبوط کرنے میں لگ جاتے ہیں جب ہم نماز کیلئے مسجد میں داخل ہوں تو ہمارا کام یہ ہے کہ پہلے پہل صف میں بیٹھ جائیں اور ہمارا رخ قبلہ کی طرف ہو اور پھر یا تو نماز پڑھیں یا تلاوت کریں یا ذکرو اذکار میں مصروف ہو جائیں یا کسی دینی کتاب کا مطالعہ کرتے رہیں اور جب جماعت کھڑی ہو جائے تو نماز ادا کریں آج مسجدوں میں ایک عجیب ماحول مروج ہو گیا ہے کہ لوگ مسجد میں داخل ہونے کے بعد اپنی اپنی مرضی سے جہاں چاہے بیٹھ جاتے ہیں اور بغیر کسی عذر کے دیوار ستون یا کسی اور چیز پر سہارا لگا کر ایسے بیٹھ جاتے ہیں گویا اپنے محل میں تشریف فرما ہوں اللہ کے گھر میں محتاجی ، بیچارگی، خاکساری اور درماندگی کا انداز ہونا چاہئے بے نیازی کا انداز اللہ کے گھر میں ایک مجبور بندے کے لئے زیبا نہیں دیتا اور پھر مسجد میں تو اللہ تعالی کی نزدیکی حاصل کرنے کے اسباب اختیار کرنے کے بجائے اپنے دوست واحباب سے گفتگو میں لگ جاتے ہیں اور جب دنیوی گفتگو شروع ہوتی ہے تو اس میں غیبتیں بھی ہوتی ہیں، جھوٹ اور خیانت کی باتیں بھی ہوتی ہیں اور تجارت ودوستی کی باتیں بھی ہوتی ہیں ، بعض لوگ تو مسجد میں بلند آواز سے گفتگو کرتے ہیں جس سے دوسروں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے ان کا پہلا قصور تو یہ کہ وہ خود مسجد میں کوئی دینی کام نہیں کرتے اور دوسرا قصور یہ کہ جو عبادت میں مصروف ہیں ان کی عبادت میں خلل پیدا کرتے ہیں مسجد کا ماحول پر سکون اور خاموش ہونا چاہئے وہاں شور و غل اور چیخ و پکار نہیں ہونی چاہئے اگلے مضمون میں ہم ایک حدیث بیان کریں گے جس میں مسجد سے متعلق مختلف ہدایتیں ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی مسجدوں کو اپنے شور و شغب سے بچاو حضرت سعید بن میتبؒ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں بیٹھا ہے گویا وہ اپنے رب کی مجلس میں بیٹھا ہے اس لئے اس کے ذمہ ہے کہ زبان سے سوائے کلمہء خیر کے کوئی کلمہ نہ نکالے (قرطبی)

مسجدوں میں کیا نہ کیا جائے

عَنْ وَاثِلَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَ مَجَانِيْنَكُمْ وَ شِرَائَكُمْ وَ بَيْعَكُمْ وَ خُصُوْمَاتِكُمْ وَ رَفْعَ اَصْوَاتِكُمْ وَ اِقَامَتِهٖ حُدُوْدَكُمْ وَسَلِّ سُيُوْفِكُمْ (ابن ماجہ)

واثلہ بن الاسقعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنی مسجدوں سے دور اور الگ رکھو اپنے چھوٹے بچوں کو اور دیوانوں کو (ان کو مسجدوں میں نہ آنے دو) اور اسی طرح مسجدوں سے الگ اور دور رکھو اپنی خرید و فروخت کو اور اپنے باہمی جھگڑوں ٹنٹوں کو اور اپنے شور و شغب کو اور حدود کے قائم کرنے کو اور تلواروں کو میانوں سے نکالنے کو یعنی ان میں سے کوئی بات بھی مسجدوں کے حدود میں نہ ہو، یہ سب باتیں مسجد کے تقدس اور احترام کے خلاف ہیں، مسجدوں میں چونکہ اللہ کی عبادت کی جاتی ہے اور عبادت کیلئے یکسوئی، سکون اور پاکیزگی چاہئے ظاہر ہے کہ اگر مسجدوں میں چھوٹے بچے آئیں گے تو وہ مسجدوں میں شور کریں گے یا ان میں شعور اور مسجد کے آداب کا احساس نہ ہونے کی وجہ سے بول و براز سے مسجد کے ماحول کو گندہ کر دیں گے اس لئے اس حدیث میں سب سے پہلے چھوٹے بچوں کو مسجدوں سے دور رکھنے کا حکم دیا گیا چھوٹے بچوں سے مراد وہ بچے جو سات سال سے کم عمر کے ہوں اور جن میں مسجد کی عظمت اور اس کا شعور بھی نہ جاگا ہو تو ایسے بچوں کو مسجدوں سے دور رکھا جائے گا اگر ایسے بچے جو آٹھ دس کے سال ہوں اور ان میں مسجد کی عظمت کا خیال بھی ہو اور مسجدوں میں ادب سے بیٹھتے ہوں اور شرارت نہ کرتے ہوں تو ظاہر ہے کہ ایسے بچوں کو مسجد سے دور نہیں کیا جائے گا اس سلسلہ میں ماں باپ کو چاہئے کہ وہ چھوٹے بچوں کو اللہ کے گھر کی عظمت بتلائیں اور مسجد میں رہنے کا سلیقہ سکھائیں سنجیدہ بچے ان باتوں کو ذہن میں رکھتے ہیں اور مسجد کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے بڑوں کے ساتھ نماز بھی ادا کرتے ہیں۔

چھوٹے بچوں سے متعلق مسجد کے ذمہ داران افراط و تفریط کا شکار ہیں یا تو بچوں کو اتنی ڈھیل دیتے ہیں کہ بچے مسجد کو مچھلی مارکٹ سمجھنے لگتے ہیں یا انہیں اس قدر ڈرایا دھمکایا جاتا ہے کہ

پھر کبھی وہ مسجد آنے کی ہمت ہی نہیں کرتے ، انتظامیہ اور مصلیوں کو چاہیے کہ بچوں کو بڑی نرمی اور شفقت کے ساتھ مسجد کی عظمت اور کے آداب بتلائیں اور آئندہ مسجد میں شرارت نہ کرنے کی تاکید کریں تاکہ بچوں کو مسجدوں کا تقدس اور ان کا احترام محسوس و معلوم ہو ۔

اور مسجد سے دیوانوں کو دور رکھنے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ ان میں عقل و تمیز نہیں ہوتی وہ خود پاکیزہ نہیں رہتے اور ان کی وجہ سے مسجدیں بھی آلودہ ہو جاتی ہیں اور دیوانے ہونے کی وجہ سے چیخ و پکار بھی کرتے ہیں اور ایسی حرکتیں کرتے ہیں جن سے مصلیوں کی توجہ نماز سے ہٹ جاتی ہے اور مسجد کا ماحول ان کی وجہ سے پراگندہ ہو جاتا ہے ۔

اور مسجدوں میں خرید و فروخت سے بھی منع کیا گیا اس کی وجہ تو صاف ظاہر ہے کہ مسجدیں اللہ تعالی کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں اور تجارتی معاملات تو بازار میں ہوتے ہے اگر مسجدوں میں خرید و فروخت ہونے لگے تو مسجد کی تعمیر کا مقصد ادھورا رہ جائے گا ، مسجدوں میں خرید و فروخت کی اگر اجازت دی جائے تو وہ اخلاص باقی نہیں رہتا جو نماز وغیرہ میں مطلوب ہے ایسی صورت میں لوگ مسجد کو عبادت کے بجائے خرید و فروخت کی غرض سے آنے لگیں گے جس کی وجہ سے تعمیر مساجد کی جو روحانیت ہے وہ ختم ہو جائے گی اور مسجدوں میں جھگڑوں ٹٹوں اور شور و شغب سے بھی روکا گیا ظاہر ہے کہ مسجد کی جماعت کا مقصد مسلمانوں کی اجتماعیت ہے اور جھگڑوں ٹٹوں سے وہ اجتماعیت ٹوٹ جاتی ہے اگر لوگ ایک طرف جماعت سے نماز پڑھیں اور دوسری طرف مسجدوں میں جھگڑے بھی کرتے رہیں تو ظاہر ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز کی مشروعیت کا مقصد فوت ہو جائے گا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے کوئی معنی ہی نہیں رہیں گے اور شور و شغب سے تو نماز میں خلل واقع ہوتا ہے اس لئے اس سے بھی روکا گیا ۔

اور مسجدوں میں حدود کو قائم کرنے اور تلوار کو میانوں سے لگانے سے اس لئے منع کیا گیا کہ مسجدیں امن کا گہوارہ ہوتی ہیں یہ سلامتی کے مراکز ہوتے ہیں یہاں وہی کام جائز و مباح ہے جس سے ایک دوسرے کو اطمینان ہو اور امن کا یقین ہو اور اگر کسی کی تلوار میان سے باہر ہو تو

ظاہر ہے کہ ہر کوئی اس کی وجہ سے خائف ہوگا، مسجد میں اللہ کا خوف غالب ہونا چاہئے اور وہاں کسی اور قسم کا خوف آدمی کے ذھن میں نہیں ہونا چاہئے بلکہ وہاں ایک ایسے پاکیزہ ماحول کا ہونا ضروری ہے جس میں امن و سلامتی ہو اور اطمینان و سکون ہو ۔

بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہ آئیں

عَنْ جَابِرٍؓ مَنْ اَکَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلَائِکَةَ تَتَاَذّٰی مِمَّا یَتَاَذّٰی مِنْهُ الْاِنْسُ (بخاری و مسلم) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بدبودار درخت (پیاز یا لہسن) سے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے کیونکہ جس چیز سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے مسجدوں میں بدبودار چیز کھا کر جانے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ مسجدوں میں ایک طرف اللہ تعالی کی نورانی مخلوق فرشتے ہوتے ہیں وہ مسجدوں میں بڑی کثرت سے آتے جاتے ہیں اور فرشتے چونکہ لطیف ہوتے ہیں ان کے لئے بدبودار چیز یں تکلیف دہ ہوتی ہیں اور دوسری طرف مسجد میں مختلف مزاج رکھنے والے لوگ آتے ہیں بعض لوگوں کی طبیعت بہت ہی لطیف اور سلیم ہوتی ہے ان کے لئے کسی بھی قسم کی بدبو جان لیوا ثابت ہوتی ہے، اس لئے ان کی صحت پر بھی اثر پڑتا ہے، اس لئے حضور ﷺ نے مسجدوں میں بدبودار چیزوں کو کھا کر آنے سے منع فرمایا اور وجہ یہ بیان فرمائی کہ جس چیز سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے جو لوگ کچی پیاز یا لہسن یا اس قسم کی کوئی بھی بدبودار چیز کھا کر آتے ہیں وہ ایک طرف فرشتوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں تو دوسری طرف اپنے بھائیوں کو بھی تکلیف پہنچاتے ہیں ۔ یک دوسری حدیث میں اس کی صراحت آئی ہے کہ پیاز اور لہسن دونوں کا نام لے کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو کھا کر کوئی ہماری مسجد میں نہ آیا کرے اور اگر کسی کو یہ چیزیں کھانی ہی ہوں تو وہ پکا کر انکی بدبو زائل کر لے

حضور ﷺ کے فرمان مبارک کا مقصد صرف پیاز اور لہسن ہی نہیں بلکہ ہر وہ بدبودار چیز جس کو کھا یا پی کر مسجد ش میں جانے سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہو اس سے پرہیز کرنا ہے مثلاً بیڑی ،سگریٹ ، چٹا ، حقہ وغیرہ ہیں اگر ان کی بدبو منہ میں باقی ہو اور اس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہو تو وہ بھی ممنوع ہے ۔

مسجدوں میں شعر بازی

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِى الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَيْعِ وَالْاِشْتِرَاءِ فِيْهِ وَاَنْ يَتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فِى الْمَسْجِدِ (ابوداود و الترمذی) رسول اللہ ﷺ نے مسجدوں میں شعر بازی کرنے سے اور خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ جمعہ کے دن مسجد میں نماز سے پہلے لوگ اپنے حلقے بنا بنا کر بیٹھیں ۔

مسجدوں کی دینی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہاں صرف ایسے کام کئے جائیں جن سے اللہ تعالی کی نزدیکی مقصود ہو، ایسے کام جو اگرچہ کہ مباح ہیں اور فی نفسہٖ جائز نہیں لیکن مسجد میں وہ ناجائز ہیں، خرید و فروخت فی نفسہ جائز ہے لیکن مسجد اس کا محل نہیں ہے خرید و فروخت کا محل تو بازار ہے،اسی طرح اس حدیث میں شعر شاعری سے بھی منع فرمایا گیا یعنی آج کل جس طرح مشاعرہ کی مجلسیں ہوتی ہیں ایسی مجلسیں مسجد میں منعقد نہیں کی جاسکتیں اس لئے کہ عموماً ایسے مشاعروں کی غرض صرف حصول لطف یا اپنے ادبی ذوق کی تسکین ہوتی ہے اور یہ مسجد کی تعمیر کی غرض کے مغائر ہے اسی لئے سرکار دو عالم ﷺ نے مسجدوں میں شعر بازی کرنے سے منع فرمایا ۔ ہاں ! مسجدوں میں سنجیدہ اور پاکیزہ اشعار پڑھے جاسکتے ہیں ، اللہ تعالی کی حمد اور حضور ﷺ کی تعریف میں نعتیں پڑھی جاسکتی ہیں ، احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے اشعار کہے جاسکتے ہیں ، حضور ﷺ نے

حضرت حسان بن ثابتؓ کے لئے ایک منبر فراہم کیا تھا تاکہ حضرت حسانؓ اس پر اشعار پڑھیں اور سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا تھا کہ حسان! تمہارے اشعار مشرکوں کو تیر کی طرح لگتے ہیں (ترمذی) حضرت کعب بن زہیرؓ نے نبی رحمت ﷺ کی شان مبارک میں دو قصیدے مسجد نبوی ہی میں پیش فرمائے تھے۔ حضرت عمرؓ نے مسجد کے جنوبی حصہ میں ایک کشادہ صحن صاف کر دیا تھا جس کا نام بطیحا رکھا تھا اور فرمایا تھا جس کو بیت بازی کرنی ہو وہ اس صحن میں بیٹھ جایا کرے، (موطا امام مالک)

آج کل مشاعرہ کا نام سنتے ہی ذہنوں میں یہی باتیں گھومتی ہیں کہ وہاں صرف لیلی مجنوں کی باتیں ہوتی ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ مشاعروں میں آج کل انہیں اشعار کو زیادہ داد ملتی ہے یا وہی شاعر مشاعرہ لوٹ لیتے ہیں جن کے اشعار میں عشقیہ مصرعے موجود ہوں آج کل مشاعروں میں ادب کا رنگ کم اور غیر ضروری بیہودگی کا رنگ غالب نظر آرہا ہے۔

کیا عورتیں مسجد میں نماز کے لئے آسکتی ہیں؟

آپ جانتے ہیں کہ دور رسالت کتنا پاکیزہ دور تھا جس کی مثال نہ دور رسالت سے پہلے ملتی ہے اور نہ بعد میں، آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں مسجد نبوی میں عورتیں بھی نماز کے لئے آیا کرتی تھیں، آپ بار بار ان عورتوں سے یہ فرماتے تھے کہ تمہارا اپنے گھروں میں نماز پڑھنا ہی افضل اور زیادہ ثواب کا باعث ہے، لیکن چونکہ نیک بخت صحابیات کی دلی خواہش تھی کہ وہ مسجد نبوی میں آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کریں ظاہر ہے کہ ان صحابیات کے لئے یہ سعادت کی بات تھی اس لئے وہ خصوصا رات کی نمازیں (عشاء اور فجر) مسجدوں میں آکر ادا کرتی تھیں، بعض صحابہ کرامؓ نے یہ سننے کے بعد کہ عورتوں کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا افضل

ہے اپنی عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت نہ دی رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ عورتیں اگر رات کی نمازوں میں مسجد آنے کی اجازت مانگیں تو ان کو اجازت دے دینا چاہیے اسی کے ساتھ آپ ﷺ عورتوں کو برابر سمجھاتے رہے کہ تمہارے لئے زیادہ بہتر اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھنا ہے ۔ عورتوں کے مسجد میں جانے نہ جانے کے سلسلے میں یہاں چار حدیثیں لکھی جاتی ہیں ان حدیثوں سے جو سبق ملتا ہے ہم آگے بیان کرتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَائُكُمْ بِاللَّيْلِ فَأْذَنُوهُنَّ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے جب تمہاری بیویاں رات کو مسجد جانے کے لئے تم سے اجازت مانگیں تو ان کو اجازت دے دیا کرو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَمْنَعُوا نِسَائَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ (ابوداود)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع نہ کرو اور ان کے لئے بہتر ان کے گھر ہی ہیں ۔

عَنْ أُمِّ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّةِ أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُحِبُّ الصَّلٰوةَ مَعَكَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّينَ الصَّلٰوةَ مَعِي وَصَلٰوتُكِ فِي بَيْتِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلٰوتِكِ فِي حُجْرَتِكِ وَصَلٰوتُكِ فِي حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلٰوتِكِ فِي دَارِكِ وَصَلٰوتُكِ فِي دَارِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلٰوتِكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ وَصَلٰوتُكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلٰوتِكِ فِي مَسْجِدِي (کنز العمال)

مشہور صحابی ابو حمید ساعدیؓ کی بیوی ام حمید ساعدیہؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں چاہتی ہوں کہ آپ کے ساتھ (جماعت سے مسجد میں) نماز ادا کیا کروں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں جانتا ہوں کہ تمہیں میرے ساتھ یعنی میرے پیچھے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی بڑی چاہت ہے اور تمہاری وہ نماز جو تم اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں پڑھو وہ اس نماز سے افضل اور بہتر ہے جو تم اپنے بیرونی دالان میں پڑھو اور بیرونی دالان میں تمہارا نماز پڑھنا بہتر ہے اس سے کہ تم اپنے گھر کے صحن میں

نماز پڑھو اور اپنے گھر کے صحن میں تمہارا نماز پڑھنا بہتر ہے اس سے کہ تم اپنے قبیلہ کی مسجد میں نماز پڑھو اور اپنے قبیلہ والی مسجد میں تمہارا نماز پڑھنا بہتر ہے اس سے کہ تم میری مسجد میں آکر نماز پڑھو

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ ان باتوں کو دیکھتے جو عورتوں نے (اپنے طرز زندگی میں) اب پیدا کرلی ہیں تو آپ ﷺ خود ان کو مسجدوں میں جانے سے منع فرمادیتے جس طرح کہ اسی قسم کی باتوں کی وجہ سے بنی اسرائیل کی عورتوں کو ان کی عبادت گاہوں میں جانے سے اگلے پیغمبروں کے زمانہ میں روک دیا گیا تھا۔

حضور ﷺ کے ساتھ چونکہ صحابیات کو سچی ایمانی محبت تھی اور اس زمانہ میں آج کی طرح کسی فتنہ کا اندیشہ بھی نہ تھا اس لئے حضور ﷺ نے لوگوں سے فرمایا تھا کہ عورتیں اگر رات کو مسجدوں میں جانے کی اجازت چاہیں تو ان کو اجازت دیدیا کرو اور یہ اجازت اس وقت دی گئی تھی جب کہ عورتوں کے مسجد جانے میں کسی برائی کا خطرہ اور کسی فتنہ کا اندیشہ نہیں تھا۔

لیکن جب دور رسالت کے بعد رفتہ رفتہ عورتوں اور مردوں کے حالات میں تبدیلی آگئی اور فتنوں کے اندیشے پیدا ہوگئے تو خود حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ اگر آج کے حالات کو سرکار دوعالم ﷺ دیکھ لیتے تو آپ ﷺ خود عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع فرمادیتے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اس ارشاد مبارک کے بعد جمہور صحابہ کی رائے بھی یہ ہوگئی تھی کہ اب عورتوں کو مسجد میں نہ جانا چاہیے جب دور رسالت کے فوری بعد ہی فتنوں کے اندیشے شروع ہوگئے تھے تو ظاہر ہے کہ بعد کے زمانہ میں اس میں کیا کیا تبدیلیاں نہ آئیں اور آج کے اس پرفتن دور میں جہاں کسی کو کسی کی عصمت و عزت کا کوئی خیال نہیں اور عورت کے گھر سے باہر نکلتے ہی سینکڑوں ہوسناک نگاہیں اس کی طرف ہو جاتی ہیں تو ظاہر ہے کہ آج کے موجودہ حالات میں تو ایک فیصد بھی اس بات کی گنجائش نہیں کہ عورتوں کو مسجدوں میں آنے

کی اجازت دی جائے ۔

جو طبقہ عورتوں کے مسجد میں آنے کی اجازت بلکہ ترغیب دیتا ہے اور پھر اس پر اصرار بھی کرتا ہے اس طبقہ کو چاہیے کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی مذکورہ روایت اور موجودہ احوال کا گہرائی سے مطالعہ کرے اور اپنے اس فیصلہ سے باز آجائے جس میں عورتوں کو مردوں کی طرح مسجد میں نماز کے لئے آنے کی باضابطہ اجازت دی جاتی ہے انہیں مسند احمد اور بیہقی کی اس روایت پر بھی نظر رکھنی چاہیے کہ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوتِهِنَّ عورتوں کی بہترین مساجد ان کے گھروں کے تنگ و تاریک گوشے ہیں ۔

مسجد کو صاف اور خوشبودار رکھیں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ يُّنَظَّفَ وَيُطَيَّبَ
(ابوداود وابن ماجہ)

مسجد کی عظمت و بزرگی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو پاک وصاف رکھا جائے چونکہ مسجدوں کی نسبت اس پاک پروردگار عالم کی طرف ہے جو باجمال اور پاک ہے اس لئے اس کے مقدس گھر کو بھی ہر قسم کی گندگی سے پاک وصاف رکھا جائے اور چونکہ اللہ کی نورانی مخلوق فرشتے اور وہ لوگ جو اہل ایمان ہیں اس گھر میں آتے جاتے ہیں اس لئے اس گھر کی پاکی صفائی کا جہاں خیال رکھا جائے وہیں نہ صرف یہ کہ اس کو ہر قسم کی بدبو سے دور رکھا جائے بلکہ اس کو خوشبودار بھی رکھا جائے گا تاکہ اللہ تعالی کی عبادت میں سرور وسکون مل سکے ۔

مذکورہ حدیث میں نبی رحمت ﷺ نے تین کاموں کا حکم دیا ہے (۱) مسجدوں کو پاک و صاف رکھا جائے (۲) اور خوشبودار رکھا جائے (۳) محلوں میں مساجد کی تعمیر کی جائے ۔ تاکہ مسلمانوں

کو جماعت کے ساتھ مساجد میں نماز ادا کرنے کی سہولت ہو ویسے اس دور میں مساجد کی تعمیر بکثرت ہو رہی ہے لیکن اس کے باوجود یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ آج بھی ایسے محلے جہاں مسلمان چیدہ چیدہ ہیں ایسے محلوں میں مساجد ہی نہیں ہیں اگر وہاں کے مسلمان اس ملی مسئلہ کے حل کے لئے تھوڑی سی کوشش مثبت انداز میں کرلیں تو یہ بات بعید نہیں کہ وہاں مسجد کی تعمیر ہو جائے اور ان مسلمانوں کی نماز با جماعت کا مسئلہ حل ہو جائے

مسجد کی تعمیر کرنے والے نیتیں درست کرلیں

جس طرح غرور اور گھمنڈ انفرادی اور ذاتی معاملات میں ناپسندیدہ ہے اسی طرح اجتماعی اور ملی معاملات میں بھی ناپسندیدہ ہے ، اور یہ برائی اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے جب کہ یہ کسی نیک کام کے انجام دیتے ہوئے ہو ، مثلا ایک آدمی یا ایک خاندان کے افراد یا ایک محلّہ کے لوگ یا کوئی ادارہ یا تنظیم مسجد کی تعمیر کا آغاز کرے اور نیت یہ ہے کہ ہماری یہ مسجد یا ہمارے محلّہ کی یہ مسجد یا ہمارے خاندان کی یہ مسجد یا ہماری تنظیم یا ادارہ کی یہ مسجد تمام مسجدوں میں بہت شاندار ہوگی اور اس مسجد کی بنیاد پر آپس میں فخر کرنے لگ جائیں (جیسا کہ اس زمانہ میں یہ بات عام ہے اور معیوب ہونے کے باوجود محبوب ہے) تو انہیں اس حدیث پر غور کرنا چاہیے کہ ان کا یہ عمل قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے ۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ اَنْ یَتَبَاھَی النَّاسُ فِی الْمَسَاجِدِ

(ابوداود و نسائی)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ لوگ مسجدوں پر فخر کریں گے۔

اس پیشگوئی سے سرکار دو عالم ﷺ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ لوگ قیامت کے قریب مفاخرت اور ریاکاری کے طور پر بڑی بڑی مسجدیں بنوائیں گے اور ان کی آراستگی و زیبائش پر خوب خوب خرچ کریں گے تاکہ دوسرے لوگ ان کے ایثار وانفاق کی داد بھی خوب دیں اور ان کی اس فیاضی کی لمبی لمبی تعریفیں بھی کی جائیں ،اس ریاکاری اور مفاخرت سے بچانے کے لئے حضور ﷺ نے مسجد کی تعمیر کرنے والوں کو جنت کے محل کی خوشخبری سنائی تو یہ شرط بھی لگا دی کہ مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ (جو کوئی اللہ کے لئے مسجد تعمیر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں محل تعمیر فرمائیں گے) اس کا مطلب یہ ہے کہ نیت میں اخلاص ہو اور خالصتاً للہ مسجد کی تعمیر کی جائے اور تعمیر کے وقت ریاکاری کا جذبہ نہ ہو تو یقیناً یہ مخلص شخص جنت میں اپنے لئے ایک شاندار محل تعمیر شدہ دیکھے گا ۔

مسجد میں جھاڑو دینے کا ثواب عظیم

نبی رحمت ﷺ کی معراج کے مختلف پہلوؤں سے واقف حضرات اس پہلو سے بھی یقیناً واقف ہیں کہ آپ ﷺ کو معراج کی رات بہت ساری چیزیں دکھلائی گئیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو اپنی امت کا اجر وثواب بھی دکھلایا گیا تاکہ آپ اس اجر وثواب کی کیفیت کو اپنی امت کے افراد میں بیان کریں اور ان میں اعمال صالحہ کے ذریعہ اس اجر وثواب کے پانے کا شوق و ذوق پیدا ہو ، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں

عُرِضَتْ عَلَیَّ اُجُوْرُ اُمَّتِیْ حَتّٰی الْقَذَاۃُ یُخْرِجُھَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَۃٍ مِّنَ الْقُرْآنِ اَوْ آیَۃٍ اُوْتِیَھَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِیَھَا (ترمذی وابوداود)

کہ میری امت کے ثواب (معراج کی رات میں) مجھ کو دکھلائے گئے یہاں تک کہ اس کوڑے اور گرد کا ثواب بھی جو کوئی شخص مسجد سے نکالے اور میری امت کے گناہ مجھ کو دکھلائے گئے تو میں نے اس سے بڑا گناہ نہیں دیکھا کہ ایک شخص نے قرآن کی سورت یا آیت یاد کی پھر اس کو بھلا دیا۔

عموما لوگ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، تلاوت، ذکر واذکار وغیرہ کو تو بڑے ثواب کی چیز سمجھتے ہیں لیکن مسجد کی جاروب کشی اور وہاں سے کوڑے اور گرد وغیرہ کے صاف کرنے کو باعث اجر ہی خیال نہیں کرتے۔ بلکہ یوں سمجھتے ہیں کہ یہ تو مسجد کی صفائی کے لئے متعین خادم ہی کا کام ہے ہمیں اس سے کیا واسطہ؟ اگرچہ کہ مسجد کی صفائی کے باقاعدہ اہتمام کے لئے اور ایک طرح کا نظم قائم رہنے کے لئے موذن یا خادم کا تقرر لازمی ہے لیکن ایک مومن کے دل میں مسجد سے اتنا توانس اور تعلق ہونا چاہیے کہ وہ حسب موقع وفرصت مسجد کے کوڑا اور گرد کو صاف کر دے۔

آج کل تو حالت یہ ہے کہ مسجد کی انتظامی کمیٹی کا کوئی ذمہ دار اپنے ہاتھ سے مسجد کی صفائی کو اپنے وقار کے خلاف سمجھتا ہے حالانکہ اس میں وقار کے مجروح ہونے کی کوئی بات ہی نہیں ہے، خود نبی رحمت ﷺ اور آپ کے پیارے صحابہؓ نے مسجد کی صفائی فرمائی ہے ایک اور اہم بات یہاں یہ ہے کہ آج کل بعض غافل مصلیوں کی یہ حالت زار ہے کہ وہ بجائے یہ کہ مسجد کو صاف رکھنے کی کوشش کریں الٹے مسجد کو پراگندہ کر دیتے ہیں۔

ہمارے ہندوستان میں رمضان کے مہینے میں خصوصا افطار کے نام پر جو بے ادبی مساجد کی ہوتی ہے اور مساجد کو کھانے پینے اور بچی ہوئی چیزوں سے اس قدر آلودہ کر دیا جاتا ہے کہ کبھی ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ مسجد نہیں بلکہ کوئی فروٹ مارکٹ ہے

مسجد کی انتظامیہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ایسا ماحول بننے نہ دے اور بہر صورت مسجد کو ہر قسم کی گندگی سے ہمیشہ پاک وصاف رکھنے کی فکر میں رہے اور اس کے لئے ایسی مثبت تدبیریں اختیار کرے جس سے افطار کرنے والوں کا مسئلہ بھی حل ہو جائے اور مسجد کا تقدس بھی برقرار رہے، جب ہم خود اپنی مسجدوں کی عظمت اور اس کی بزرگی کا خیال نہ رکھیں تو دوسرے ہماری

مسجدوں کی عظمت کا کیا خیال رکھیں گے۔

مساجد کے پندرہ آداب

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ

وہ ایسے گھروں میں جاکر عبادت کرتے ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جاوے اور ان میں اللہ کا نام لیا جاوے ان مسجدوں میں ایسے لوگ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں

اس آیت کے ضمن میں حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ مفتی اعظم پاکستان نے مساجد کے پندرہ آداب قرطبی کے حوالہ سے نقل فرمائے ہیں جن کو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) مسجد میں پہنچنے پر اگر کچھ لوگوں کو بیٹھا دیکھے تو ان کو سلام کرے اور کوئی نہ ہو تو اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ کہے (لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کہ مسجد کے حاضرین نفلی نماز یا تلاوت و تسبیح وغیرہ میں مشغول نہ ہوں ورنہ اس کو سلام کرنا درست نہیں۔ (۲) مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھے (یہ بھی جب ہے کہ اس وقت نماز پڑھنا مکروہ یا ممنوع نہ ہو۔ (۳) مسجد میں خرید و فروخت نہ کرے۔(۴) وہاں تیر و تلوار نہ نکالے۔(۵) مسجد میں اپنی گمشدہ چیز کے تلاش کرنے کا اعلان نہ کرے۔ (۶) مسجد میں آواز بلند نہ کرے (۷) وہاں دنیا کی باتیں نہ کرے (۸) مسجد میں بیٹھنے کی جگہ میں کسی سے جھگڑا نہ کرے یعنی جگہ حاصل کرنے کے لئے کسی سے نہ جھگڑے۔(۹) جہاں صف میں پوری جگہ نہ ہو وہاں گھس کر لوگوں پر تنگی نہ کرے (۱۰) یہ کہ کسی نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہ گزرے۔ (۱۱) مسجد میں تھوکنے اور ناک صاف کرنے سے پرہیز کرے۔(۱۲) اپنی انگلیاں نہ چٹخائے (۱۳) اپنے بدن کے کسی حصے سے کھیل نہ کرے (۱۴) نجاسات سے پاک صاف رہے اور کسی چھوٹے بچے یا

مجنون کو ساتھ نہ لیجائے ۔(۱۵) وہاں کثرت سے ذکر اللہ میں مشغول رہے ۔امام قرطبیؒ نے یہ پندرہ آداب لکھنے کے بعد فرمایا کہ جس نے یہ کام کر لئے اس نے مسجد کا حق ادا کر دیا اور مسجد اس کے لئے حرز وامان کی جگہ بن گئی ۔

مسجد کی کمیٹی کے اراکین مسجد کے خادم ہیں

مسجد کا نظام منظم طور پر چلانے کیلئے ضروری ہے کہ چند افراد کی ایک جماعت ہو جو مسجد کا مکمل طور پر انتظام کر سکے مثلاً مسجد کی صاف صفائی ،ضرورت پڑنے پر مسجد کی توسیع ، مسجد کی روشنی،مصلیوں کے لئے طہارت خانوں اور وضو خانوں کا نظم ، مصلیوں کی راحت کے لئے مختلف چیزوں کا مہیا کرنا اور شرعی طور پر امام اور موذن کا تقرر وغیرہ امور پر غور وفکر کرنا اور عمدہ انداز میں اس نظم کا چلانا وغیرہ ، ظاہر ہے کہ اس نازک ترین اور اہم ترین نظام کے چلانے کے لئے ایسے افراد کا ہونا ضروری ہے جو ان امور میں تجربہ بھی رکھتے ہوں اور وہ خود شریعت کے پابند بالخصوص نماز کے پابند بھی ہوں ، تاکہ وہ آنے والے مسائل کو بروقت حل کر سکیں نیز مسجد کی آمدنی اور اخراجات میں وہ امین بھی ہوں اور بے لوث خادم بھی۔

ہمارے لئے یہ بات یقیناً قابل تقلید ہے کہ سعودی حکومت کے بادشاہ حرمین شریفین کی خدمت کو اپنے لئے اعزاز اور سعادت سمجھتے ہیں مسجد حرام اور مسجد نبوی کی خدمت کرتے ہوئے وہ اپنے لئے بادشاہ کا لفظ سننے کے بجائے "خَادِمُ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ" کا یہ امتیازی لقب سننا اپنے لئے پسند کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے منتظمین کو حاکمانہ انداز نہیں بلکہ خادمانہ انداز اختیار کرنا چاہیے اگر اللہ تعالی نے کسی مسجد کی خدمت کا موقع دیا ہو تو سب سے پہلے انہیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اپنی اس خوش نصیبی پر سجدہ ریز ہونا چاہیے اور اللہ کے حضور اس نعمت

کا اعتراف کرتے ہوئے یہ اقرار کرنا چاہیے کہ میں اپنے اس کام میں امین ہوں اور میں اللہ کے گھر کے معاملہ میں خیانت کا مرتکب نہیں رہوں گا میں اس مسجد کا حاکم نہیں بلکہ خادم ہوں

کوئی بھی مسلمان چاہے وہ مسجد کا متولی ہو یا مسجد کا صدر یا سکریٹری ہو یا اس قسم کے کسی بھی عہدہ پر فائز ہو اس عہدہ کو قبول کرنے سے پہلے اسے اللہ کے گھر کی حیثیت ، فضیلت واہمیت سے واقف ہونا چاہیے اس کے علاوہ مسجد سے متعلق دینی مسائل سے بھی آگاہ ہونا ضروری ہے تاکہ ناواقفیت کی وجہ سے کسی جرم کا وہ مرتکب نہ ہو جائے۔

اسی طرح مسجد کے متولی اور ہر ذمہ دار کو مسجد کے امام اور موذن کی فضیلت اور اس کی شرعی حیثیت سے بھی واقف ہونا چاہیے نیز اسے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ امامت کا اولین حقدار کون ہے اور فقہاء نے اس بارے میں کیا ترتیب رکھی ہے اور موذن کے اندر کتنی لیاقت اور قابلیت ہونی چاہیے اس سے بھی وہ واقف ہو تاکہ اس متولی یا ذمہ دار کی ناواقفیت کی وجہ سے کوئی نااہل امام یا موذن مقرر نہ ہو جائے مسجد کے منتظمین کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مسجد کے ماحول کو ہر قسم کے اختلافات سے پاک وصاف رکھنے کی کوشش کریں اور ان کی یہ دینی ذمہ داری بھی ہے کہ وہ مسجد میں شرک وبدعات ،فضول اور باطل رسومات کے چلنے کی اجازت نہ دیں

امام اور امامت

مسجد کی انتظامیہ کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے امام کا انتخاب کرے جو واقعتاً امام بننے کی لیاقت رکھتا ہو امامت کے لائق وہ ہے جو نماز کے مسائل سے پوری طرح واقف ہو کہ

کس صورت میں نماز فاسد اور مکروہ ہوتی ہے اور کس صورت میں سجدہء سہو واجب ہوتا ہے ، نماز کے فرائض و واجبات ، سنن و مستحبات ، مکروہات و مفسدات سے بھی وہ واقف ہو ، نماز میں مسنون قرات پڑھنے کے لائق ہو ، اور تجوید و ترتیل سے قرآن مجید پڑھ سکتا ہو ، اچھے اخلاق و کردار کا حامل ہو ، سنجیدہ اور متقی ہو، بدن اور کپڑوں کی پاکی و صفائی کا لحاظ رکھنے والا ہو ، لوگوں کی دینی اور اخلاقی اصلاح کر سکتا ہو، لوگوں کے معاملات میں شرعی طور پر رہنمائی کر سکتا ہو ، آپس کے اختلافی مسائل میں صحیح فیصلہ کرنے کی قوت و جرات رکھتا ہو ، سلیم الفطرت ہو اور خود بھی شریعت کے سارے امور کا پابند ہو ، اوامر پر عمل کرنے والا اور نواہی سے پرہیز کرنے والا ہو ، سودی کاروبار ، دھوکہ دہی اور خیانت کا مرتکب نہ ہو اور اسلامی وضع قطع رکھنے والا اور شرعی داڑھی رکھنے والا ہو اور ایسا ہو کہ کسی بھی پہلو سے شریعت کی نگاہ میں اس کو فاسق نہ کہا جا سکے ، امن کا پیغام دینے والا ہو اور فساد کی آگ کو اپنی حکمت عملی سے بجھانے والا ہو ، امامت درحقیقت بہت بڑی ذمہ داری ہے اس لئے کہ یہ نبی رحمت ﷺ کی وراثت ہے یہ ذمہ داری انہی لوگوں کو سونپی جا سکتی ہے جو اس منصب کے لائق ہوں

آج کل بعض منتظمین مساجد یہ سمجھتے ہیں کہ اگر بہت زیادہ قابل شخص کو امام منتخب کیا جائے تو اس کو معاوضہ بھی بہت دینا پڑے گا چلو کم خرچ میں کام چل جاتا ہے اس لئے ایسے امام کا انتخاب کیا جاتا ہے جو اس منصب کا اہل نہیں ہوتا اور مسجد کے مصلی بادل ناخواستہ اس کے پیچھے نماز ادا کر لیتے ہیں اس خوف سے کہ جماعت سے محروم نہ ہو جائیں۔

منتظمین کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ امامت کا واجب اور معقول معاوضہ دیں آج کل امام کی تنخواہ کے سلسلہ میں جس کوتاہ نظری اور کم ظرفی سے کام لیا جا رہا ہے وہ ناقابل بیان و برداشت ہے مہنگائی بڑھتی ہے سرکاری تنخواہیں بڑھتی ہیں لیکن بیچارہ امام کا حال یہ ہے کہ جو تنخواہ شروع میں

ہوتی ہے اسی پر انتظامیہ اٹل رہتی ہے بلکہ آج کل اگر ثابت قدمی اور استقامت کسی چیز میں ہے تو وہ امام کی تنخواہ میں ہے ظاہر ہے کہ امام کی بھی اپنی ضروریات ہوتی ہیں اس کی بھی کچھ مجبوریاں ہوتی ہیں اس کے بھی تو بیوی بچے ہوتے ہیں اس کے گھر میں بھی تو بیماری آتی ہے اسکو بھی روٹی کپڑے اور مکان کا انتظام کرنا پڑتا ہے آخر وہ بھی تو ایک انسان ہے جس کے سامنے مختلف تقاضے اور مختلف ضروریات ولوازمات زندگی لگے ہوئے ہیں آخر منتظمین کو اس پر غور کرنے کا موقع کیوں نہیں ملتا ؟ بعض شہروں میں اماموں کی تنخواہ کی یہ حالت ہے کہ ان کے گھر کا کرایہ ان کی امامت کی تنخواہ سے زیادہ ہے اب منتظمین بتائیں کہ وہ کس طرح ایک اوسط درجہ کی زندگی گزار سکتا ہے آج کا یہ بہت بڑا سوالیہ نشان ہے جس کا جواب یا حل شاید کسی تنظیم یا فرد کے پاس بھی نہیں ہے ۔

امام مقتدیوں کی نماز کا ذمہ دار ہوتا ہے

رسول اللہ ﷺ نے امام کو ضامن یعنی اپنے مقتدیوں کی نماز کا ذمہ دار اور نگران قرار دیا اور ائمہ کے لئے یہ دعاء دی کہ اَللّٰھُمَّ اَرْشِدِ الْاَئِمَّۃَ اے اللہ اماموں کو ٹھیک راستہ پر رکھ یعنی ان کو علم و عمل کی اور صلاح و تقوی کی توفیق عطا فرما۔

امام کو چاہیے کہ وہ مصلیوں کی کمزوریوں کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز پڑھائے بعض ائمہ اتنی طویل قرات اور اتنا طویل قیام ، رکوع ، سجدہ اور قعدہ کرتے ہیں کہ جس سے کمزور اور بیمار مصلیوں تکلیف ہوتی ہے اماموں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہلکی نماز پڑھائیں اس لئے امام اپنے مقتدیوں کے حالات ، مسائل اور مشکلات سے ناواقف نہیں رہ سکتا۔

نبی رحمت ﷺ سے ایک شخص نے شکایت کی کہ فلاں صاحب بڑی لمبی نماز پڑھاتے ہیں اس پر آپ ﷺ اس قدر خفا ہوئے کہ اس سے پہلے کسی نصیحت میں آپ اتنا خفا نہیں

ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! تم نماز سے لوگوں کو دور کرتے ہو ؟
امام کو چاہیے کہ وہ اپنے مقتدیوں سے قلبی تعلق اور لگاو رکھے اپنے مقتدیوں کی خوشیوں کے موقع پر مبارکبادی کے چند کلمات کہہ دے اور غم کے موقع پر تعزیت کے چند کلمات ادا کردے اور ان کے غم میں شریک ہو جائے اور اپنے مقتدیوں کی بیماریوں کا علم ہو تو عیادت کرلے اور مقتدیوں میں جو انتقال کر جائیں ان کے لئے دعاء مغفرت کردے اس سے امام اور مقتدیوں کے درمیان ایک لگاو اور تعلق پیدا ہوگا امام کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مقتدیوں سے انفرادی ملاقات کے موقع پر ان سے جو گناہ ہو رہے ہیں ان گناہوں کی قباحت غیر محسوس طریقہ سے حکمت و مصلحت کے دائرہ میں رہتے ہوئے بتلادے اور ان گناہوں پر جو وعیدیں آئی ہیں ان وعیدوں کے ذریعہ ان میں خوف پیدا کردے تاکہ وہ اس قسم کے گناہوں سے باز آجائیں ۔

اذان اور موذن

وہ موذن جن کی گردنیں قیامت کے دن سب سے زیادہ لمبی ہوں گی (مسلم) اور انہیں قیامت کے دن بہت زیادہ ثواب اور اجر وانعام سے نوازا جائے گا ، وہ موذن جس کی آواز سے شیطان پیٹھ پھیر کر گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے ، وہ موذن جس کی آواز کو دنیا میں سننے والے قیامت کے دن اس کے لئے گواہ بنیں گے (بخاری) وہ موذن جس کے کہے ہوئے کلمات کے کہنے کا ہر مسلمان کو حکم دیا گیا (مسلم) وہ موذن جس کو زبان رسالت ﷺ نے امانت دار قرار دیا (ابوداود) وہ موذن جس کے حق میں نبی رحمت ﷺ نے یہ دعاء کی کہ اے اللہ! موذنوں کی مغفرت فرما (ابوداود) وہ موذن جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بشارت

دی کہ وہ قیامت کے دن مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے ۔ (ترمذی) وہ موذن جس کے بارے میں یہاں تک فرمایا گیا کہ جہاں تک اس کی آواز جاتی ہے وہاں تک اس کی مغفرت کی جاتی ہے اور ہر تر اور خشک چیز اس کی گواہ بن جاتی ہے (احمد)

موذن حضرات کے ان فضائل پر ایک سرسری نظر ڈالنے والے یہ فیصلہ کرلیں کہ وہ کبھی موذن کو نیچی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے اور ان کو اس طرح نہیں جھڑکیں گے جس طرح کسی کمزور اور غلام کو جھڑکا جاتا ہے ۔

انتظامی کمیٹی کے ذمہ داران اور مصلیوں کو چاہیے کہ وہ موذن کی عظمت کا خیال رکھیں اور اس کی جائز ضرورتوں کو پورا کرنے اور اسے سہولت پہنچانے کی فکر کریں عموما موذن کے انتخاب کے وقت ہی یہ غلط فہمی عموما ہوتی ہے کہ موذن وہ ہو جو کسی کام کا نہ ہو حالانکہ یہ منصب اس قدر گھٹیا نہیں ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ کسی معذور اور مفلوج ہی کو موذن رکھا جائے جو اپنی روزی روٹی کے لئے در در کا محتاج بنا رہے بلکہ موذن ایسا شخص ہو جو اپنی ذمہ داری بحسن و خوبی انجام دے سکے اور اذان کے کلمات کو صحیح طور پر ادا کرسکے اذان کے مسائل اور کلمات اذان کے معانی سے واقف ہو اور مسجد کی ذمہ داری کو پورا کرسکے

بعض علاقوں میں الحمدللہ موذنوں کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے یہ ایک قابل تقلید عمل ہے لیکن اکثر علاقوں میں حقیقت یہ ہے کہ موذن ہی محلّہ کا سب سے بڑا مظلوم ہوتا ہے اسے ہر ایک کی ڈانٹ کھانی پڑتی ہے اسے ہر ایک کی بات ماننی پڑتی ہے وہ چکی کے دو پاٹوں کے درمیان ہوتا ہے کبھی انتظامیہ کے ذمہ دار اسے تنگ کرتے ہیں اور کبھی مصلیان کرام اس کو پریشان کرتے ہیں اور مسجد میں مختلف مزاج اور طبیعت کے لوگ چونکہ آتے ہیں بیچارے موذن کو ہر ایک کے مزاج کے موافق کام کرنا پڑتا ہے کوئی پنکھے کھلے رکھنے کو کہتا ہے کوئی لائٹ کھلی رکھنے کو کہتا ہے کوئی پنکھوں کے بند کرنے کا آرڈر دیتا ہے تو

کوئی لائٹ بند کرنے کا حکم جاری کرتا ہے کوئی اشاروں میں حکم دیتا ہے تو کوئی بلند آواز سے ڈانٹتے ہوئے سب کے سامنے اپنی برتری ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ بھی اس مسجد کا ایک اہم ذمہ دار ہے وہ بیچارہ موذن اسی کشمکش میں اپنی ڈیوٹی انجام دیتا ہے۔

مسجد سے نبی رحمت ﷺ کا تعلق

نبی رحمت ﷺ نے جہاں مسجد کی حیثیت، فضیلت اور اہمیت بیان کی اور اس کے حقوق و آداب سے اپنی امت کو آگاہ کیا وہیں مسجد سے جو قلبی تعلق اور لگاو تھا اس کا اظہار اپنے عمل سے فرمایا سرکار دوعالم ﷺ سفر و حضر میں اور صحت اور بیماری میں غرض ہر حال میں مسجد سے اپنے تعلق کا اظہار فرماتے تھے آپ ﷺ نے بنفس نفیس نہ صرف مسجد بلکہ مسجدوں کی تعمیر فرمائی ہے آپ ﷺ معراج کا سفر فرماتے ہیں تو سفر کی ابتدا مسجد حرام سے ہوتی ہے اور مسجد اقصی میں آپ ﷺ معراج سے قبل انبیاء کرام کی امامت فرماتے ہیں آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو کعبۃ اللہ ہو کر ہجرت فرمائی اور مدینہ پہنچنے سے پہلے سفر ہجرت کے دوران جب قبا میں قیام فرمایا تو اسی جگہ مسجد تعمیر فرمائی اور وہ مسجد آج بھی مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے آپ ﷺ کا اس مسجد سے یہ تعلق تھا کہ آپ ﷺ ہر شنبہ کے دن اس مسجد میں تشریف لاتے کبھی سواری پر تو کبھی پیدل اور اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھتے جب کہ آپ ﷺ یہاں سے ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر مدینہ منورہ میں ہوتے (بخاری و مسلم)

اور جب ہجرت فرما کر مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ نے دو یتیم لڑکوں سے مسجد کے لئے جگہ خریدی اور صحابہ کرام ؓ کے ساتھ بنفس نفیس اس کی تعمیر فرمائی اور جب مکہ فتح ہوا تو آپ ﷺ نے مسجد

حرام کو بتوں کی نجاست سے پاک فرمایا اور آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد تشریف لے جاتے اور نماز ادا فرماتے ، صحابہ ءکرام سے ملاقات فرماتے ، مسجد ہی تھی جہاں بیٹھ کر آپ آنے والے وفود سے ملاقات فرماتے اور ان کے سوالوں کے جواب دیتے اور انہیں مناسب ہدایتیں دیا کرتے اور ان کے مشکل ترین مسائل کا حل بتلاتے ، مسجد ہی تھی جہاں تشریف فرما ہو کر صحابہ ءکرام کے درمیان مختلف امور میں فیصلہ کیا کرتے تھے مسجد ہی تھی جس میں بیٹھ کر آپ ﷺ دین کے احکامات، مسائل بیان فرماتے، مسجد ہی تھی جہاں بیٹھ کر غنیمت کے مال کی تقسیم فرماتے تھے مسجد ہی تھی جہاں بیٹھ کر غزوات کی تیاری ہوتی تھی مسجد ہی تھی جہاں بیٹھ کر سرکار دوعالم ﷺ اسلام کی سربلندی کے لئے صحابہ کرام سے مشورے لیا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کی زندگی کا بیشتر حصہ مسجد کی چہار دیواری میں گزرا یہاں تک کہ جب آپ ﷺ مرض الوفات میں تھے اور آپ میں مسجد پہنچ کر نماز پڑھنے کی سکت اور طاقت نہ رہی تھی اور صحابہ کرام نماز باجماعت ادا کر رہے تھے تو ان آخری گھڑیوں میں اپنے حجرہ ءمبارکہ کا پردہ ہٹا کر مسجد کے اس پاکیزہ ماحول کا نظارہ فرمایا تھا اور اپنے پیارے صحابہ کو باجماعت نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا تھا آپ ﷺ کی امت کے ہر فرد کو چاہیے کہ وہ بھی مسجد سے بے نیازی کا اظہار نہ کرے وہ مسجد سے لاپرواہ اور مستغنی نہ ہو ہمارے سارے مسائل کا حل مسجد سے مربوط ہے یہ رحمتوں کے نزول کا مرکز ہے اور برکتوں کے اترنے کا سرچشمہ ہے اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں مساجد کی اہمیت ڈال دے اور ہماری مسجدوں کو اپنے فضل و کرم سے محفوظ فرمادے

مسجدوں میں صبر سے کام لیں

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مختلف رنگوں اور زبانوں کے علاوہ مختلف مزاجوں کا حامل بنا کر اس دنیا میں

پیدا کیا ہے اب اگر یہ مختلف طبیعتوں کے مالک اور حامل مسجدوں میں تشریف لاتے ہیں تو ان کی ان طبعی اختلافات کا نتیجہ ہی کچھ اور ہوتا ہے کسی کے مزاج میں نفاست زیادہ ہوتی ہے تو کسی کے مزاج میں نفاست نام کی کوئی چیز ہی نہیں ہوتی، کسی کو آواز کا الرجی ہوتا ہے تو کسی کو بدبو کا الرجی ہوتا ہے کسی کو سردی نہیں بنتی تو کسی کو گرمی نہیں بنتی، کسی کو مل کر بیٹھنا پسند ہوتا ہے اور کسی کو الگ الگ بیٹھنا پسند ہوتا ہے، کسی کو اگربتی کو بو نہیں بنتی تو کسی کو گیس لائٹ کی بو نہیں بنتی ، کسی کو عطر کی خوشبو سے راحت ملتی ہے تو کسی کو عطر کے سونگھنے سے سردی ہونے کا قوی امکان ہو جاتا ہے یہ اور اس قسم کی طبیعتیں لوگوں کی ہوتی ہیں ،ان میں بعض غیر اختیاری ہوتی ہیں اور بعض تصنعی اور اختراعی ، یہ آدمی کے اپنے ظرف کی بات ہوتی ہے ،اس کے علاوہ دوسری نوعیت کے تضادات کا سلسلہ بھی ہوتا ہے کوئی کسی گروہ کا ہوتا ہے تو کوئی کسی اور پارٹی کا، کوئی حق پسند ہوتا ہے تو کوئی باطل پسند ہوتا ہے، کوئی توحید پرست ہوتا ہے تو کوئی بدعات کا حامی ہوتا ہے، کوئی امیر ہوتا ہے تو کوئی غریب ہوتا ہے اس قسم کی اختلافی صورتوں کی وجہ سے بہت سی دشواریاں پیش آتی ہیں اور بعض صورتوں میں انہی طبعی اور غیر طبعی اختلافات کی وجہ سے باہمی نزاع کی شکلیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں اور بعض جگہوں میں مسجدوں میں ہی اس کا برملا اظہار بھی ہو جاتا ہے بہت سی مسجدوں میں خصوصاً سردی کے دنوں میں یہ صورت دیکھی گئی کہ بعض لوگ موذن یا انتظامی کمیٹی کے کسی فرد کو پنکھوں کے چالو رکھنے کا حکم دیتے ہیں کہ کس قدر گرمی ہو رہی ہے اور پنکھے چالو نہیں ہیں؟ اور بعض لوگ جن میں سرما کے دنوں میں پنکھوں کی ہوا نہیں بنتی وہ اس کی مخالفت کرتے ہیں بیچارہ موذن یا انتظامی کمیٹی کا ذمہ دار چکی کے دو پاٹوں کے درمیان رہ جاتا ہے اب جس کی لاٹھی اسکی بھینس کے مصداق کسی کا حکم چل جاتا ہے پھر نماز کے بعد مختلف قسم کی باتیں ہونے لگتی ہیں بعض لوگ تو محض اس وجہ سے کہ ان کی مرضی کے خلاف عمل آوری ہو رہی ہے نماز باجماعت پڑھنے کے بجائے گھر ہی میں پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں یا اس معمولی مسئلہ کو بنیاد بنا کر کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے چلے جاتے ہیں بظاہر اس کا کوئی حل بھی انتظامیہ کے پاس نہیں ہوتا یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا ہے اور آپسی تلخیاں بڑھتی رہتی ہیں اس مسئلہ کے حل کے لئے ایک صورت یہ

ہو سکتی ہے کہ جن لوگوں کو بہت زیادہ گرمی ہوتی ہو اور وہ اس کے بغیر نماز ادا نہ کر پا رہے ہوں تو وہ کسی ایک جانب بیٹھ جائیں اور ایک دو پنکھے کھلے رکھے جائیں لیکن یہ صورت بھی بعض مرتبہ مسئلہ کا حل نہیں ہوتی بلکہ اس مسئلہ کے حل کی واحد صورت ایک ہی ہے کہ ہر ایک اپنے اندر قوت برداشت پیدا کرنے کی کوشش کرے صبر ہی وہ واحد حل ہے جسکے ذریعہ تمام اختلافات کو رفع کیا جا سکتا ہے اگر تھوڑی دیر صبر کر لیا جائے تو ان شاءاللہ اس نماز کا ثواب بھی زیادہ ہی ملے گا اس لئے کہ اس نے اپنے نفس پر بوجھ ڈالا ہے اور ایسی عبادت جس میں زیادہ تکلیف اور مشقت اٹھانی پڑتی ہو وہ زیادہ اجر کا باعث ہوتی ہے جیسا کہ حضرت علیؓ کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ رمضان کے روزے سخت ترین موسم گرما میں رکھیں تاکہ جتنی تکلیف بھوک اور پیاس کی ہو اسی قدر اجر و ثواب بھی ملے ۔ اسی کے ساتھ ساتھ تمام مصلیوں کو چاہیے کہ وہ ان موقعوں پر بجائے مشتعل ہونے کے سنجیدگی سے ان مسائل کے حل کرنے کی فکر کریں یہ نزاعی صورتیں عموما ماہ رمضان میں نماز تراویح کے موقع پر زیادہ پیش آتی ہیں ۔ بہر صورت مساجد کی حرمت اور ان کی تقدیس اور احترام ملحوظ ہو یہی شریعت کا تقاضہ ہے اللہ تعالی مومنوں اور مسلمانوں کو مساجد میں اتحاد کا نمونہ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

تمت بالخیر

09/01/06

PROPHET MOHAMMED (P.B.U.H.) Said,

"O Muslims

Do not
Have jealousy against each other;

Do not
Hate each other;

Do not
Break relations;

Do not
Turn faces against each other

Be like brothers among yourselves - Hadith

MONDAY
SUNDAY
Car Bazaar

CLASSIC
AUTOMOTIVES
Cars Drive Us

QUALITY USED CARS

#324, CMH Road, Indiranagar, Bangalore - 560038. ☎:5277011 / 22 / 33 / 44 Fax: 5277055